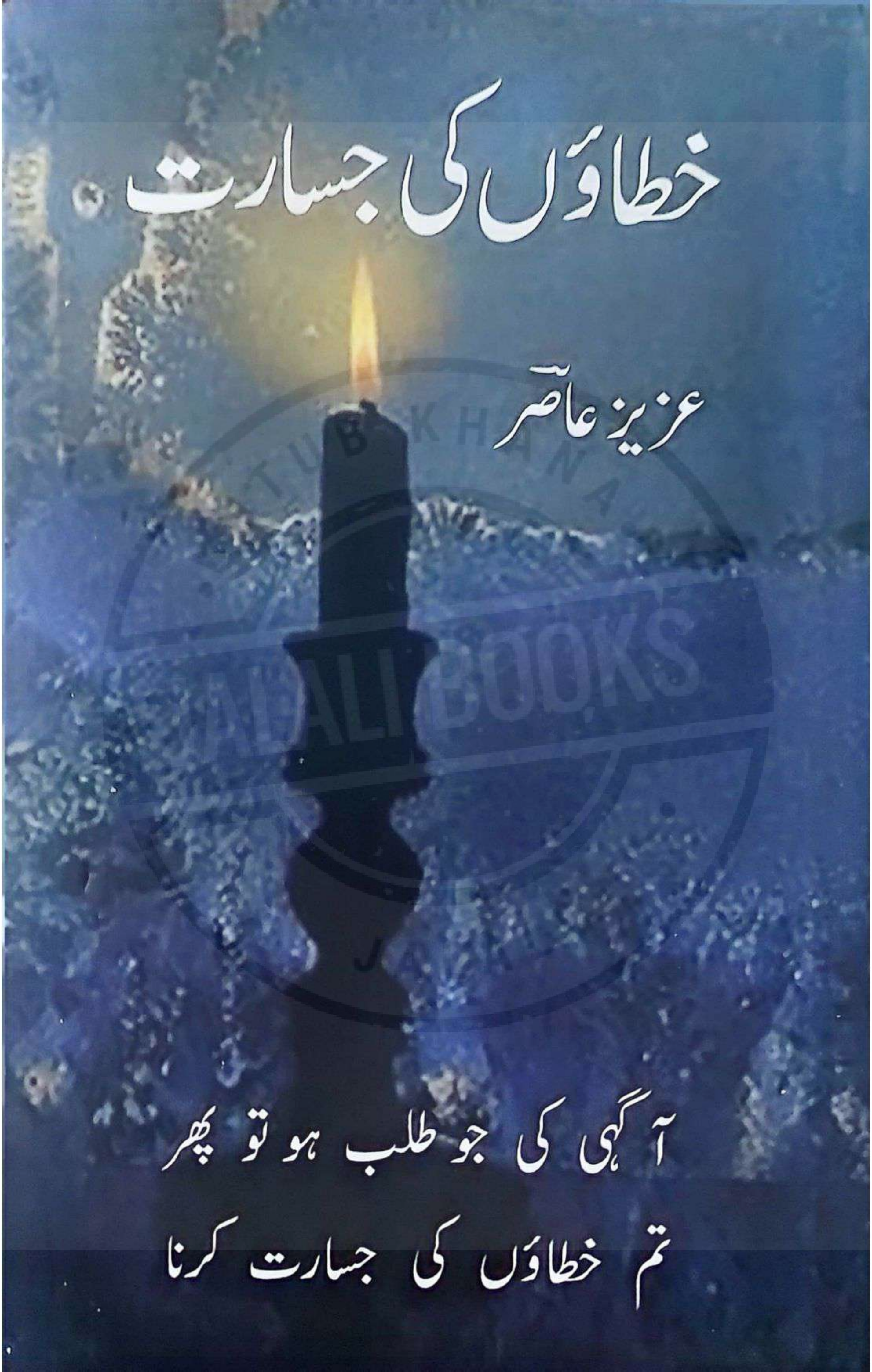
خطاؤں کی جسارت

عزیز عاصر



آگہی کی جو طلب ہو تو پھر
تم خطاؤں کی جسارت کرنا

عمر گزری ہے سخاوت کرتے
اچھا ہوتا جو عدالت کرتے

اپنا معیار اگر سچ ہوتا!
کبھی باطل نہ وکالت کرتے

زندگانی تو کشاکش میں ہے
جان بازی کی تلاوت کرتے

ہم اگر ڈرتے کسی خطرے سے
زندگانی کی حقارت کرتے

زندگی کھیل ہے اک آتش کا!
موت کے ڈر کی مذمت کرتے

خطاؤں کی جسارت

عزیز عاصر

فکشن ہاؤس

18-مزنگ روڈ لاہور

E-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

Ph:042-7249218, 7237430

نام کتاب : خطاؤں کی جسارت

شاعر : عزیز عاصر

پبلشرز : فکشن ہاؤس

18-مزنگ روڈ، لاہور

فون:7249218-7237430

اہتمام : ظہور احمد خاں

کمپوزنگ : فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور

پرنٹرز : اکرم پرنٹرز، لاہور

اشاعت : 2010ء

قیمت : -/300روپے

ہیڈ آفس : 18-مزنگ روڈ لاہور، پاکستان

برانچ لاہور

124- ٹیمپل روڈ لاہور

فون:042-7321040

سب آفس حیدر آباد

52,53 رابعہ اسکوائر حیدر چوک گاڑی کھاتہ حیدر آباد

فون:022-2780608

انتساب

اپنے محترم والد
دیوانِ پطرس کے نام
جن کی
محنت، لگن اور جدوجہدِ مسلسل
زندگی بن کے
میری رگوں میں
دوڑتی ہے
اپنی محترمہ والدہ ماجدہ کے نام
جن کے
خواب ایک تحریک بن کر
میری آنکھوں میں
جاگتے ہیں
اور
اُجالا بن کر
میری راہوں کو
جگمگاتے ہیں

فہرست

زندگی کی مضبوطی، خوبصورتی اور ترقی میرا خواب ہے

زندگی ہر لحظہ بدلتی، بڑھتی اُلجھتی، سلجھتی، اُچھلتی، کودتی اَن دیکھی منزلوں کی طرف رواں دواں ہے ہر لحظہ اپنے مقاصد، معیار اور اقدار بدل رہی ہے اس بھاگتی زندگی کو چھونے اور پکڑنے کی کوشش میں انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کے پَر لگائے مہینوں اور سالوں کا سفر لمحوں اور گھنٹوں میں طے کر رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں کچھ بھی ہونے والا کسی بھی آنکھ سے اُوجھل نہیں رہتا۔ کہیں بھی رونما ہونے والا واقع ہر کسی کی زندگی پر اثرات مرتب کرتا ہے۔ یوں دنیا ایک (Global Village) بن گئی ہے ایک آفاقی معاشرہ تشکیل و تعمیر کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ تبدیلی کمی کی نہیں زندگی کی علامت بن گئی ہے۔ چلنا زندگی اور رکنا موت ہے زندگی تغیر و تبدیلی سے سنگھار کرتی اپنے حسن و جمال کو نکھارتی ارتقاء کے مراحل طے کرتی بھاگے جا رہی ہے ایسے میں فکری اور فنی سطح پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ فکری سطح پر روائتی خدا، کائنات اور انسان کے جمود اور ٹھہراؤ کے شکار تصورات کے ساتھ جینا بدلتی زندگی کے بدلتے تقاضوں اور اپنی ذمے داریوں سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے میرے نزدیک کسی بھی شاعر، ادیب، نقاد، مفکر اور دانشور کے تخیل و فکر میں خدا، کائنات، انسان اور زندگی کے تصورات (Life Blood) لائف بلڈ کی حیثیت

رکھتے ہیں ہم شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے ان تصورات کی تخلیق ہوتے ہیں ہم جو تخلیق کرتے ہیں اس میں یہ تصورات (Life Blood) کی حیثیت سے متحرک ہوتے ہیں اس لئے ان تصورات کا مسلسل بدلتے رہنا ضروری ہے ورنہ ہم جو کچھ کہیں گے Irrelevent ہوگا۔ خدا کائنات اور انسان کی زندگی میں واحدت میرے لئے قدر و معنی، جستجو، تحقیق اور تخلیق کا سرچشمہ ہے خدا کائنات کی ہر چیز میں دل بن کر دھڑکتا ہے خدا ہر چیز کے وجود کی وجہ اور مقصد ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی محبت اور موجودگی سے حاملہ نظر آتی ہے۔ کائنات کی کوئی تقدیر نہیں کائنات میں کوئی نظم وضبط اور اتحاد نہیں کائنات الجھاؤ، سلجھاؤ اور جدت ہے عبادت ہے کائنات مکمل نہیں بلکہ مکمل ہونے کے عمل سے گزر رہی ہے کائنات کی ہر چیز سانس لیتی ہے۔ اور باتیں کرتی ہے اس میں رونما ہونے والا ہر واقع الہام، وحی اور مکاشفہ ہے۔ کائنات کے بغیر انسان کی زندگی کا کوئی تصور بھی ناممکن ہے کائنات میں انسان آزاد، خودمختار، اپنی مرضی کا مالک، اچھائی اور برائی کا خود خالق، اپنے آزاد فیصلے سے خود کو تخلیق کر رہا ہے سعی وخطا کے ارتقائی مراحل طے کرتا، اس رفتار سے بدل رہا ہے کہ کسی ایک معیاد سے اسے پرکھا اور دیکھا نہیں جاسکتا۔

انسان کی یہ آزادی اور خودمختاری اس کا طرۂ امتیاز اور زندگی کے ارتقاء کی معراج ہے ایسے میں خدا کو سمجھنے اور سمجھانے سے بڑا کام خدا کو جینا ہے۔ خدا کے نام پر ہونے والے ظلم وتشدد، ناانصافی، استحصال، جبر اور قتل وغارت کی مذمت کرتا ہے۔ اپنی دنیا میں قائم استحصالی نظام حیات کو بدلنا ہے انسان کو مذہب وثقافت، تہذیب وتمدن کے تقدس کا پابند کر کے زندگی کے ارتقاء کو روکنے کی بجائے انسان کو تمام معیاروں کا معیار تسلیم کر لینا ہے۔ انسان کی روحانی ترقی کا راز اس مادی دنیا سے آگے جانے میں نہیں

اس کے ساتھ ایک ہونے میں ہے خدا انسان اور کائنات میں رشتوں کی واحدت تخلیق کرنے میں ہے۔

فنی سطح پر شعر وادب کا مقصد صرف تخلیقِ حُسن نہیں تخلیقِ حیات بھی ہے تخلیقِ حُسن کے عمل میں تخلیق حیات کو قربان نہیں کیا جا سکتا ہاں اگر تخلیق حیات کے عمل میں تخلیق حسن رکاوٹ بنے تو تخلیق حسن کو قربان کر کے اپنے خیال کا اظہار نثری نظم میں کیا جا سکتا ہے نثری نظم میں کہی بات تخلیق حسن کے شاہکار نمونوں سے زیادہ زندگی کو چھو سکتی ہے تاہم تخلیق حیات کے عمل میں اگر تخلیق حسن کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے تو حسن کی اثر انگیزی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں فن کے مرّوجہ اصول و ضوابط کی مُطلق پروا، نہ کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ ہاں شاعری کو تخلیقِ حُسن کا ہی دوسرا نام نہیں مانتا۔ میرے لئے شاعری تخلیقِ حُسن ہی نہیں تخلیقِ حیات بھی ہے شاعری زندگی کرنے کا فن ہے شاعری بغیر کسی پیغام کے محض محبوب کے خدوخال کی تعریف وتوصیف، ہجر کا ماتم اور وصال کے لئے آہیں بھرتے، مایوسی، مردہ دلی اور روتے ہوئے جذبات کے اظہار کا ذریعہ ہے شاعری کا یہ تصور زندگی کو کمزور کرتا ہے اور میں کمزوری کی ہر شکل سے باغی ہوں۔

بدلتی زندگی کے بدلتے تقاضے ایک شاعر، مفکر، ادیب، نقاد اور دانشور کی ذمے داریوں میں اضافہ کر دیتے ہیں اچھا شاعر وہ ہوتا ہے جو زندگی سے انسپائر (Inspire) ہو کر زندگی کو راہنما مان کر، زندگی تخلیق کرتا ہے اور زندگی کو تحریک دیتا ہے۔ زندگی اچھائی اور برائی کے تمام معیاروں سے آگے نکل کر خود معیار بن گئی ہے۔ اچھی شاعری وہ شاعری ہے جو زندگی کو ترقی دے مضبوط کرے اور خوبصورت بنائے جو نہ صرف زندگی کے بدن پر لگے زخموں کا نوحہ کرے بلکہ زندگی کے بطن میں چھپی قوتِ

حیات کو بروئے کار لا کر انقلابی اور تخلیقی فکر و عمل کی راہ دکھائے۔

میں نے زندگی کا ہاتھ تھام کر شاعری کی ہے زندگی کی مضبوطی، خوبصورتی، ترقی اور احترام میری شاعری کا حاصل ہے۔ زندگی اپنے تمام رنگوں، روشنیوں اور کشش کے ساتھ خوبصورت اور قابل احترام ہے ہاں زندگی کرنے اور جینے کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے سوز و ساز، درد و داغ، نشیب و فراز، سعی و خطا اضطراب، ہلچل، کشاکش، مزاحمت اور رنج والم تخلیقی قوتیں ہیں جن سے زندگی کے حُسن و جمال میں نکھار آتا ہے۔ سائنس کا اصول ہے کہ کوئی بھی نتیجہ حاصل کرنے کے لئے حرکت و جنبش کرنی پڑتی ہے پرندے کو اونچا اڑانے کے لئے ہوا کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے کائنات میں ہر چیز کو اپنی بقاء کے لئے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے فرعون کے بغیر ضربِ کلیمی کا حسن نہیں نکھرتا۔ مقاصد کی ہر لحظہ تبدیلی نئی منزلوں کا تعین اَن دیکھی راہوں پر اٹھتے قدم نئی نئی آرزوؤں، امنگوں اور خوابوں کی مسلسل تخلیق سے زندگی خوبصورت اور مضبوط بنتی ہے۔ زندگی کو مضبوط اور خوبصورت دیکھنا میرا خواب ہے۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے شاعری میری شعوری کوشش ہے۔ میں زندگی سے، خود سے، دوسروں سے اور کائنات کی ہر چیز سے محبت کرتا ہوں۔ زندگی سے محبت میرا مذہب، جنوں، اور فلسفہ ہے میری نظموں اور غزلوں کی رگوں میں دوڑنے والا لہو زندگی کے دل سے بہتا ہے۔ زندگی جو بھروسہ ہے، ایمان ہے، محبت ہے، قوت ہے، خودی ہے، روح ہے، جوہر ہے، روشنی ہے، آگہی ہے، ضمیر ہے، اُمید ہے اور عمل ہے۔

زندگی کو اپنی شرطوں پر جینے کا حوصلہ کرنے کے عمل میں، میں ایک مشکل پسند اور مضبوط انسان بنا ہوں، تنگ دروازے سے داخل ہونے کو میں نے اپنا مقصد بنایا ہے۔ میں نے اندھیروں کا تسلط کبھی نہیں مانا جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ کہا ہے، ہر

لمحے کی گہرائی میں اترنے کو میں اپنا کام اور اپنی ہر سانس کو نئی زندگی کا پیغام سمجھتا ہوں۔ میرا ماننا ہے کہ ہم جو مانتے ہیں وہ بنتے ہیں جو ہوتے ہیں وہ کرتے ہیں جو سوچتے ہیں وہ دیکھتے ہیں ہم اپنے تجربات، فیصلوں، چناؤ، خیال، عمل اور لفظوں کی تخلیق ہوتے ہیں۔ ہم شعر کہتے ہیں اشعار ہمیں کہتے ہیں۔ میری شاعری زندگی کی مضبوطی، خوبصورتی اور ترقی کی شاعری ہے اور میں زندگی کا شاعر ہوں۔

میں اپنی زندگی کو مضبوط اور خوبصورت بنانے والے تمام ہاتھوں کا مشکور وممنون ہوں۔ خاص کر کیپوچن کمیونٹی کا جس کا میں ایک عرصے تک حصہ رہا ہوں اور جن کا میری روحانی تعلیم وتربیت میں خاصا ہاتھ ہے اپنے تمام پروفیسرز کا، خاص کر پروفیسر ڈاکٹر فادر Estiko جو میرے Contemporary Philosophy, Philosophical Anthropology and Orient Philosophy کے پروفیسر تھے۔ جن کی شخصیت اور علمی بصیرت کا میری زندگی پر گہرا اثر ہے۔ اپنے بہت ہی اچھے دوست اور پڑوسی پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (ماہر اقبالیات) کا جن کی بدولت میں فکرِ اقبال سے آشنا ہوا۔ وہ بہت اچھے انسان، بڑے سکالر اور صاحب الرائے مدبر ہیں ان کی حوصلہ افزائی اور دل کھول کر دی گئی داد میری کتاب ''خطاؤں کی جسارت'' کی اشاعت کی اصل وجہ ہے۔ اپنے بہت ہی اچھے بھائی پروفیسر یوسف نیّر کا جن کے ساتھ سیالکوٹ میں، میں نے کام کیا ہے جن کی قربت راہنمائی، حوصلہ افزائی اور تعاون میرا فخر اور قیمتی اثاثہ ہے وہ خود ایک بہت اچھے شاعر اور بہت بڑے انسان ہیں۔ میں خاص کر شکر گزار ہوں برصغیر کے عظیم شاعر، نقاد، صحافی، صاحب الرائے مدبر اور بہت ہی اچھے انسان، بھائی نذیر قیصر کا، جنھوں نے میری کتاب ''خطاؤں کی جسارت'' کا مسودہ پڑھا، پسند کیا، راہنمائی کی اور اپنی رائے کا اظہار

کیا۔ میرے لئے یہ بڑے اعزاز اور اونر کی بات ہے۔

آخر پر میں شکر گزار ہوں اپنی شریکِ حیات کا جس کی محبت، میری زندگی اور طاقت ہے جس نے مجھے محبت، وفا، ایثار اور قربانی کے معنی بتائے ہیں جس نے زندگی کے نشیب و فراز میں میرا ساتھ دیا ہے جس نے مجھے اپنے فیصلے اور چناؤ پر فخر کرنا، بھرم رکھنا اور احترام کرنا سکھایا ہے جس کی وجہ سے زندگی میری محبت، جنوں اور فلسفہ بن گئی ہے۔ جس نے میری زندگی کو مضبوط اور خوبصورت بنایا ہے۔

عزیز عاصر

15 نومبر 2009ء

لاہور

فکر و وجدان کی ہم آہنگی

شاعری فکر میں کب ڈھلتی ہے؟ اور فکر شاعری میں کب نمو پذیر ہوتی ہے؟ یہ منظر نامہ غالب سے اقبال اور ن۔م۔راشد سے ضیا حسین ضیا تک اپنے دروازے کھولتا ہے۔

میں کہا کرتا ہوں فکر جب اپنی انتہا کو پہنچ کر سیال صورت اختیار کرتا۔ہے تو فکر کی یہ سیال صورت وجدان بن جاتی ہے۔

فکر اور وجدان کی ہم آہنگی اردو شاعری میں بہت کم کم آشکار ہوئی ہے۔کہیں فکر ہے تو وجدان نہیں —— کہیں وجدان ہے تو فکر سے خالی۔

عزیز عاصر روحانیت اور فلسفے کے آدمی ہیں۔مگر ان کی روحانیت روایتی نہیں اور فلسفہ تو روایتی ہوتا ہی نہیں۔سائنس اور فلسفہ بدلتے رہتے ہیں اور اپنے اردگرد کو بھی بدلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

عزیز عاصر کی شاعری بھی بدلتے رہنے کی داستان ہے۔عزیز عاصر نیک اور پارسا دنیا میں خطا کو تخلیقی قوت سمجھتے ہیں —— اور بنے بنائے ہوئے راستوں پر چلنے کی بجائے اپنے قدموں کے نشان سے اپنا راستہ تراشتے ہیں۔

خطاؤں کی جسارت ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو معاشرے کی گلی سڑی اور جامد

نیکیوں کا انکار کرتے ہوئے خطاؤں کی جسارت کرتا ہے۔ خطائیں جو بوڑھی نیکیوں کے مقابلے میں نئی اور تخلیقی ہوتی ہیں۔

نذیر قیصر

25 نومبر 2009ء

زندگی کی عظمت اور ترقی کا شاعر

عزیز عاصر کے ادبی سفر کا آغاز سیالکوٹ میں میرے سامنے ہوا۔ وہ فلپائن میں فلسفہ کے طالب علم رہ چکے تھے اور فلسفے کے اہم اور بڑے بڑے مکتبہء ہائے فکر اور اہم فلسفوں سے آگاہ تھے۔ جب شاعری شروع کی تو یہ فلسفہ اُن کی شاعری میں بھی راہ پانے لگا۔

خدائے بزرگ و برتر ہر ایک حقیقی شاعر کو نفسیات کا علم، فلسفہ اور مشاہدے کی قوت عطا کرتا ہے جس کی بدولت وہ انسان کائنات اور خدا کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ شاعر نہ صرف شدتِ احساس کا مالک ہوتا بلکہ وہ اپنے احساسات، مشاہدات اور جذبات سے زندگی کو فلسفیانہ نگاہ سے دیکھنے کا عادی بھی ہوتا ہے۔

شاعری اور شعور کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ شعر، شعور اور معاشرہ ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ معاشرتی شعور، شعر میں ڈھل کر خوبصورت جہتیں اختیار کرتا ہے۔

عزیز عاصر کا شعر معاشرتی شعور کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ وہ معاشرے میں امن، سلامتی، بھائی چارے، ترقی اور فلاح و بہبود کا پرچار کرتا ہے۔ عزیز عاصر اپنے نظریہء شعر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''میں نے زندگی کا ہاتھ تھام کر شاعری کی ہے۔ زندگی کی مضبوطی، خوبصورتی، ترقی اوراحترام میری شاعری کا حاصل ہے۔''

وہ مزید لکھتے ہیں۔

''میرا ماننا ہے کہ ہم جو مانتے ہیں وہ بنتے جاتے ہیں۔ جو ہوتے ہیں وہ کرتے ہیں، جو سوچتے ہیں وہ دیکھتے ہیں۔ ہم اپنے تجربات، فیصلوں، چناؤ، خیال، عمل اور لفظوں کی تخلیق ہوتے ہیں۔ ہم شعر کہتے ہیں، اشعار ہمیں کہتے ہیں۔ میری شاعری زندگی کی مضبوطی، خوبصورتی اور ترقی کی شاعری ہے اور میں زندگی کا شاعر ہوں۔''

عزیز عاصر کی باتیں ہی زندگی، ترقی، سلامتی، انسانی فلاح و بہبود اور تعمیرِ حیات کی باتیں ہیں۔ آپ اُن سے بات کر کے دیکھیں وہ زندگی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ ہمیں زندگی کے اُن جزیروں میں لے جاتے ہیں جہاں سلامتی، خوشی، ترقی، احترامِ زندگی، شہ زوری اور اپنے قدموں پر کھڑے آدمی باعمل اور متحرک زندگی گزارتے نظر آتے ہیں۔

عزیز عاصر نے اقبال کو بھی پڑھا ہے۔ عاصؔر نے فلسفے کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے نطشے، ہیگل اور گوئٹے کو بھی پڑھا ہے۔ اُن کے ہاں اقبال کے نظریات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ وہ انسانی ارتقاء، امن وسلامتی، متحرک زندگی، معاشرے میں انسانی احترام اور آگے بڑھتے اور چلتے رہنے کے پرچارک ہیں۔ عاصؔر انسان کو متحرک زندگی گزارنے اور اپنے اندر نئے آسمان اور نئی زمین تلاش کرنے کا پیغام دیتے ہیں (''کئی آسماں'')۔ وہ تھکے ہارے انسان کو مشکلات سے گھبرا کر سفر ختم کرنے کا درس نہیں دیتے بلکہ ہر حال میں چلتے رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ زندگی کی مشکلات سے ٹکرانے اور زندگی کے اثبات پر ایمان رکھتے ہیں۔ (''انکار'')۔ وہ اپنی نظم ''ایک

رائے'' میں انسان کو اچھی سوچ اور اچھا عمل اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ جو ہم سوچتے ہیں ہم وہ ہی بنتے جاتے ہیں۔ سوچیں انسان کو بزدل، بہادر، کامیاب اور ناکام، باعمل اور نکمّا بناتی ہیں۔ اُن کی نظمیں ''حیات''، ''مقدر کا خدا''، ''مصائب زندگی''، ''اپنا بوجھ آپ اٹھائیں''، ''ترقی کا راز''، ''اچھا کل''، ''مزاحمت'' اور دیگر نظمیں ہمیں خودآگاہی، حیات، جستجو، آرزو، سوز وساز، سعی ولاخطا، نئی اقدار کو اپنانا، اچھے دنوں کی اُمید، جدوجہد اور تخلیقِ مسلسل، ترقی اور آگے بڑھنے کے لئے مزاحمت اور لذتِ پیکار کا درس دیتی ہیں۔

زندگی سے ہارے ہوئے، مایوس، ناکام، بے بس، لاچار اور مایوس انسانوں کو میرا مشورہ ہے کہ اگر وہ منزل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کامیاب ہونا چاہتے ہیں کچھ بننا چاہتے ہیں اور زندگی میں احترام اور بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزیز عاصر کو بغور پڑھیں، اُن کے افکار ونظریات کو اپنی زندگی میں جگہ دیں اور اُن کی شاعری کو اپنی سوچوں اور زندگی میں اپنالیں تو بہت جلد اُن کی زندگی بدل جائے گی۔

عزیز عاصر کسی کو مجبور، بے سہارا، ناکام، مظلوم ومقہور اور ذلیل وخوار نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر ایک انسان معزز، محترم، کامیاب اور خوشحال ہو۔ خاص طور پر اُن کی شاعری کا رُخ قوم کے اُن بے عمل، بے بس، مظلوم ومقہور انسانوں کی طرف ہے جو اپنی بے عملی، سستی وکاہلی، سوچ اور فکر سے عاری زندگی اور ظالم کے ہاتھوں پسی اور کچلی ہوئی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ کچلے ہوئے مقہور ومظلوم انسانوں کو اپنے قدموں پر چلنے کا پیغام دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

''انسان کی یہ آزادی اور خودمختاری اُس کا طرۂ امتیاز اور زندگی کے ارتقاء کی معراج ہے۔ ایسے میں خدا کو سمجھنے اور سمجھانے سے بڑا کام خدا کو جینا ہے۔ خدا کے نام

پر ہونے والے ظلم وتشدد، ناانصافی، استحصال، جبر اور قتل وغارت کی مذمت کرنا ہے۔ اپنی دنیا میں قائم استحصالی نظامِ حیات کو بدلنا ہے۔ انسان کو مذہب وثقافت، تہذیب و تمدن کے تقدس کا پابند کر کے زندگی کے ارتقاء کو روکنے کی بجائے انسان کو تمام معیاروں کا معیار تسلیم کر لینا ہے۔

عاصؔر خدا کو سمجھانے اور سمجھنے کی بجائے اُسے جینے کا پیغام دیتے ہیں۔ وہ خدا کے نام پر ہونے والے ظلم وتشدد، جنگ اور جبر واستحصال کے خلاف ہیں۔ جو خدا رحیم و رحمان ہے اُن کے نام پر قہر وتشدد کے کام کئے جاتے ہیں۔

عزیز عاصؔر کا یہ اولین شعری مجموعہ فکری تعمیر میں مدد ومعاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کا مطالعہ بے بس، بے سہارا، زندگی ہارے ہوئے انسانوں اور زندگی میں آگے بڑھنے والوں کے لئے بہت ضروری اور مشعل راہ ہوگا۔

پروفیسر یوسف نیؔر

27 نومبر 2009ء

غزل

بہت آساں ہے عبادت کرنا
اور مُشکل ہے محبت کرنا

رمزِ فطرت کی تِلاوَت کرنا
پھر کتابوں کی وضاحت کرنا

مِرے بندوں سے محبت کرنا
عدل و ایماں سے حکومت

آ گہی کی جو طلب ہو تو پھر
تُم خطاؤں کی جسارت کرنا

تِری جنت میں اطاعت سے تو ہے
اچھا دوزخ میں حکومت کرنا

سربلندی کی جستجو ہے تُو!
اپنی عزت کی حفاظت کرنا

غزل

عمر ساری جو اطاعت کرتے
یہ نظارے نہ زیارت کرتے

تُم کو ملتی جو جہاں کی لذّت!
کبھی جنت نہ ارادت کرتے

کُنج جنت میں پڑے رہتے ہم
ہم نہ ہنگامے جسارت کرتے

اچھا ہوتا جو عمل اپنا تو!
ساری دُنیا پر حکومت کرتے

آگ ہوتی جو دِلوں میں اپنے
اپنے خوابوں کی حفاظت کرتے

دریا ہوتا جو سمندر اپنا
کسی مُوتی کی کفالت کرتے

گر تُو ہوتا کسی شب کا تارا
عمر بھر ہم بھی مسافت کرتے

بھائی ہوتا جو کوئی اپنا تُو!
گھر میں دیوار مذمت کرتے

گر دُعاؤں سے زمانہ چلتا!
ہم بھی دِن رات عبادت کرتے

گرم ہوتا جو لہو اپنا تو!
ہم نہ قسمت سے شکایت کرتے

ہاتھ آتا نہ ہمارے کچھ بھی
ہم اگر خود نہ مُشقت کرتے

زندگانی کی جسارت کرتے
کاش ہم تُم سے محبت کرتے

وہ اگر ہوتے ہمارے عاصؔر
لوٹ آنے کو علامت کرتے

غزل

اُلفتوں سے جو سر نہیں ہوتے
فیصلے وہ اَمر نہیں ہوتے

فیصلہ کن ہے اپنی ہر ایک بات
اس میں گر یا مگر نہیں ہوتے

وہ ہی چُھوتے ہیں آسمانوں کو!
جن پرندوں کے پَر نہیں ہوتے

ہم مُسافر ہیں ایسے رستوں کے
جو کسی سے بھی سر نہیں ہوتے

جو نہ سمجھیں تقاضائے دوراں!
وہ تو اہلِ نظر نہیں ہوتے

گھر تو آباد ہیں وفاؤں سے
سائے بن کچھ شجر نہیں ہوتے

زندگی پتھروں کا رستہ ہے
راہ میں شمس و قمر نہیں ہوتے

تیرگی روشنی میں بدلے گی!
یہ اندھیرے اَمر نہیں ہوتے

گہرے پانی میں تو اُتر عاصؔر
سرِ ساحلِ گوہر نہیں ہوتے

غزل

تنہا پیڑ تو دُھوپ میں جلنے والا ہے
دریاؤں پر ابر برسنے والا ہے

وقت کے حاکم سے برہم ہیں شہر کے لوگ
ایک ہجوم گھروں سے نکلنے والا ہے

دیکھ رہا ہوں خواب سلگتی آنکھوں سے
پھر آنگن میں چاند اُترنے والا ہے

ٹوٹ گئیں دیواریں ساری ظلمت کی
عاصمؔ خاک پہ نُور اُترنے والا ہے

غزل

مانگے ہوئے دِیوں سے اُجالا نہیں کیا
ہم نے کبھی ضمیر کا سودا نہیں کیا

مجبور ہو کے تُم کو بھلایا ہے ہم نے پَر
لگتا ہے اپنے ساتھ یہ اچھا نہیں کیا

گرچہ عدوئے جان ہے اُس کی وفا مگر
اُس سے جدائی کا بھی ارادہ نہیں کیا

ظالم نے تُم سے عظمتِ انسان چھین لی
رَب نے بشر کو کمتریں پیدا نہیں کیا

اپنی خطائیں اپنے لئے بوجھ بن گئیں!
بد بختیوں کا ہم نے تو شکوہ نہیں کیا

اپنی اَنا کے واسطے مصلُوب ہو گئے
سر کٹ گیا مگر اِسے نیچا نہیں کیا

عاصؔر ہے اپنے واسطے تقلید خُودکشی
ہم نے کبھی ہجوم کا پیچھا نہیں کیا

غزل

آلام نے دَم توڑا پُرنور فضا آئی
زنجیرِ غلامی کے کٹنے کی صدا آئی

سُوکھی ہوئی شاخوں میں پُھوٹے ہیں نئے غُنچے
اُجڑے ہوئے شہروں سے خُوشبو کی نَوا آئی

ظُلمت کے اندھیروں میں اک چاند سا چمکا ہے
مظلوم کے قدموں کو چلنے کی ادا آئی

اُمید ہی تحفہ ہے اُس عشقِ مُجسّم کا
دھرتی کے مریضوں کی دھرتی سے دوا آئی

مایوس نہ ہو عاصؔر تُو غم کے اندھیروں میں
میں تیرا مسیحا ہوں چرنی سے نِدا آئی

غزل

جب ساتھ تمہارا ہوتا ہے
موسم بھی پیارا ہوتا ہے

پھر دُھوپ بھی چھاؤں لگتی ہے
جب تیرا اشارا ہوتا ہے

آنکھوں میں خواب اُترتے ہیں
جب کوئی ہمارا ہوتا ہے

راہوں میں پُھول بھی کھلتے ہیں
جب ساتھ تمہارا ہوتا ہے

سب سنگی ساتھی بنتے ہیں
جب وقت ہمارا ہوتا ہے

بالوں میں پھول نکھرتے ہیں
جب وَصل ہمارا ہوتا ہے

ٹکراؤ نہ دِل کو پتھر سے
پتھر میں شرارہ ہوتا ہے

پھر حوصلے اپنے بڑھتے ہیں
جب دُور کنارا ہوتا ہے

وہ آگے بڑھتے ہیں جن کو
منزل نے پکارا ہوتا ہے

جب عزم ہمارا پُختہ ہو
ہر کام ہمارا ہوتا ہے

عاصؔر ان مُشکل وقتوں میں
اِک ساتھ تمہارا ہوتا ہے

غزل

دِل کو اچھا لگتا ہے
اپنا اپنا لگتا ہے

سارے اُس کے دُشمن ہیں
وہ جو سچّا لگتا ہے

اچھی باتیں کرتا ہے
بات کا پَکا لگتا ہے

روشن تیری آنکھوں میں
شام کا تارا لگتا ہے

دیکھو میری آنکھوں میں
خواب تمہارا لگتا ہے

عقل و عشق

عشق لازم ہے بندگی کے لئے
عقل لازم ہے زندگی کے لئے

خرد و عشق میں تضاد نہیں
دونوں ہیں ایک آگہی کے لئے

دوستی

زندگی جب بھی راہنما ہوگی
پھر اندھیروں میں روشنی ہوگی

ٹوٹ جائیں گے ایک دن بندھن
نسلِ انساں میں دوستی ہوگی

☆

ہیں زندہ فقط ہم تمہارے لئے
بنے تم بھی ہو صرف ہمارے لئے

دُعا

مجھے اپنی راہوں پہ چلنا سِکھا
خدایا مجھے اپنی مرضی بتا

مجھے اپنے حکموں کی تعلیم دے
مجھے میرے خوابوں کی تجسیم دے

تُو رُوح کی قوت سے معمور کر
برائی کی ہر شکل سے دُور کر

تسلسل نہ خوابوں کا ٹوٹے کبھی
مقاصد کا دریا نہ سُوکھے کبھی

مجھے عدل کی پھر سے تفہیم دے
مجھے آشتی کی تعلیم دے

تموج کی لہریں اُٹھا بحر میں
مخالف ہوائیں چلا شہر میں

مصائب کی لذت سے سرشار کر
میری رہِ میں جِدت کے اثار کر

مجھے گر کے اٹھنے کی توفیقِ دے
مقاصد کی ہر بار تخلیق دے

محبت کا مُجھ کو سِکھا فلسفہ
مُجھے سچ کا تو کوئی رستہ دِکھا

مُجھے صُلحِ کُل کا وسیلہ بنا
مُجھے خیرِ کُل کی دُعا تو سِکھا

مُجھے شوقِ فکر و عمل کر عطا
مُجھے دَور اپنے کا موسیٰ بنا

رویے میں بالغ نظر کر عطا
تُو میرے عمل کو خبر کر عطا

غزل

عمر گزری ہے سخاوت کرتے
اچھا ہوتا جو عدالت کرتے

اپنا معیار اگر سچ ہوتا!
کبھی باطل نہ وکالت کرتے

زندگانی تو کشا کش میں ہے
جان بازی کی تلاوت کرتے

ہم اگر ڈرتے کسی خطرے سے
زندگانی کی حقارت کرتے

زندگی کھیل ہے اِک آتش کا!
موت کے ڈر کی مذمت کرتے

زندگانی پہ کوئی حق ہوتا
ہم جو دن رات مُشقت کرتے

مُفت ملتی جو تیری دُنیا بھی
خالی جھولی پہ قناعت کرتے

پیار ہوتا جو خدا سے ہم کو
ہم بھی انساں سے محبت کرتے

خواب نہ ہوتا تو مر جاتے ہم
عمر بھر یونہی مسافت کرتے

دیکھتے خواب جو کوئی عاصؔر
زندگانی کی جسارت کرتے

فاصلے

چاہتوں میں فاصلے اچھے نہیں
دوریوں کے فیصلے اچھے نہیں

جو بھی کرنا ہے تُجھ کو کرنا ہے
دوستوں سے مشورے اچھے نہیں

کام لے تُو فہم سے اور عقل سے!
وقت کے یہ راستے اچھے نہیں

آخری

زندگی بے ثمر نہیں ہوتی
لیکن اس کی خبر نہیں ہوتی

زندگی آگے بڑھتی رہتی ہے
جو رُکے زندگی نہیں ہوتی

خاک تخلیق کرتی رہتی ہے
شے کوئی آخری نہیں ہوتی

تردید کریں گے

اپنی راہیں آپ بنائیں
کِس کِس کی تقلید کریں گے

رائے کا بھی حق ہے ہم کو
کب تک یُوں تائید کریں گے

آندھی آئے طوفاں روکے!
ہم ساجن کی دید کریں گے

ہر صورت میں ظلم کی عاصؔر
ہر دم ہم تردید کریں گے

قطعہ

اصل نماز ہے معبد سے باہر عاصؔر
سر پھوڑ کے پتھروں سے خدا نہیں ملتا

خدا کو ماننے کے کچھ عملی تقاضے ہیں
خدا خدا کرنے سے مُدعا نہیں ملتا

مسیحا ہے

شبوں کی تیرگی میں روشنی مسیحا ہے
میرے لئے تو میری زندگی مسیحا ہے

چمن میں لوٹ کے آئی ہے اُس کے ساتھ بہار
دیارِ گل کے لئے تازگی مسیحا ہے

کِھلے ہیں پھول سروں کے اُداس ہونٹوں پر
سنو اے نغمہ گرد نغمگی مسیحا ہے

نہیں ہے خوف مجھے راہ سے بھٹکنے کا
میری اُمید میری راہبری مسیحا ہے

دبے ہوؤں کو عاصؔر سناؤ خوشخبری
کہ اُن کے درد کی چارہ گری مسیحا ہے

کرن کی طرح جو اُتری ہے جاں کے گنبد میں
وہ نورِ جاں فزا چاندنی مسیحا ہے

خدا ناراض ہے

تُو سمجھتا ہے خدا ناراض ہے
کیوں سمجھتا ہے کہ تُو بے فیض ہے

کچھ نہیں ہے یہ تیرا بس وہم ہے
جان لے کہ تُو بہت ہی اہم ہے

تُو ہے رُسوا اور تُو بے آبرو ہے
بے عمل بے خواب تُو بے آرزو ہے

جو بھی چاہے دوست کر سکتا ہے تُو
خواب آنکھوں میں بھی بھر سکتا ہے تُو

جو بھی چاہے گا تُو وہ بن جائے گا
جو بھی چاہے گا تُو وہی پائے گا

محنتوں سے تُم کنارا پاؤ گے
عزم و ہمت سے سہارا پاؤ گے

زندگی بھی تو خدا کا فضل ہے
بِنا محنت نہ ہی کوئی فصل ہے

چاند کی تسخیر کی کوشش کرو
دِل لگاؤ، حوصلہ، جنبش کرو

انکار

انسان روایات سے انکار کر رہا ہے
اپنی آزادی کا اظہار کر رہا ہے

جو کبھی دُنیا میں کھو گیا تھا!
اپنی دُنیا تیار کر رہا ہے

غزل

زیست اپنا سنگھار کرتی ہے
ہر شے کا اقرار کرتی ہے

آگے بڑھتی اور چلتی ہے
اور منزل سے ہمکنار کرتی ہے

خواب دیتی ہے کتنی آنکھوں کو
اور جذبے بیدار کرتی ہے

زندگی کا مدار ہے حرکت!
اور رَستے ہموار کرتی ہے

یہ ہے تخلیق کا عمل عاصؔر
موت پر زِیست وار کرتی ہے

غزل

اپنی خودی جگا کر دیکھو
اپنی صلیب اُٹھا کر دیکھو

خواب بنیں گے آپ حقیقت
پہلا قدم اُٹھا کر دیکھو

پُھول کھلیں گے آگ میں عاصؔر
عشق کی آگ جلا کر دیکھو

پیچھے چلنے میں کیا رکھا ہے
اپنی راہ بنا کر دیکھو

مل جائے گا مقصد عاصؔر
پیار کی جوت جلا کر دیکھو

کتنا کس بل تُم میں بھرا ہے
فرعون سے ٹکرا کر دیکھو

سچ کا دعویٰ کرتے ہو تو
قیمت اِس کی چُکا کر دیکھو

عاصؔر آؤ خود کو جانیں
جو ہے یاد بُھلا کر دیکھو

گھر میں چراغاں گر تُم چاہو
چراغِ شعور جلا کر دیکھو

بجھتے دیئے جلانے ہیں تو
دِل کا خُوں پلا کر دیکھو

شاعری کرنی ہے تو عاصؔر
زیست سے آنکھ ملا کر دیکھو

○

عمل ابتدا ہے عمل انتہا ہے
عمل سے بقاء ہے عمل سے قضاء ہے

☆

خُدا ہے محبت، محبت خُدا ہے
یہی میرا مذہب یہی فلسفہ ہے

☆

میرا رنگ بگڑا ہے جوہر نہیں
یُونہی ٹوٹ جائے وہ گوہر نہیں

☆

رفعت فکر و عمل کی نقیب
اُجالا ہے رَستے کا تیری صلیب

☆

کئی آسماں

تمہیں پتہ نہیں
تُم کیا کر سکتے ہو
تُمہیں پتہ نہیں
تُم کیا بن سکتے ہو
تُمہیں پتہ نہیں
اپنی صلاحیتوں کا
تُمہیں پتہ نہیں
اپنی منزلوں کا
تیری رُوح میں
پوشیدہ ہیں
کئی جہاں
تیری راہ میں
پڑے ہیں
کئی آسماں

غریبوں کا خدا

غریبوں کا خدا بھی
غریب ہوتا ہے
ہاتھوں پہ لکھا ان کے
نصیب ہوتا ہے
من و سلویٰ کا
سوچتے رہتے ہیں وہ
عالمِ فضل ان کا
عجیب ہوتا ہے

انکار

زندگی کی
ہر شکل
معتبر ہے
زندگی سے
انکار تو
زندگی نہیں
زندگی رنگیں ہے
خواہشوں سے
خواہشوں سے
انکار تو
زندگی نہیں

ایک رائے

زندگی صحت
اور اچھی اولاد عاصرؔ
سب سے بڑی
نعمت ہے
یقین حوصلہ
اور اُمید
سب سے بڑی
طاقت ہے
کمزوری بے بسی
اور غُربت
سب سے بڑی
لعنت ہے
اچھی سُوچ
اور اچھا عمل عاصر
سب سے بڑی
عبادت ہے

حیات

جُستجو سے

عبارت ہے

حیات

آرزو سے

ہلاوت ہے

حیات

سوز و ساز

درد و داغ سے

دلکش ہے

سخت کوشی سے

عبارت ہے

حیات

پریت

ناممکن کا حصول
زیست ہے
میری
کوشش ناتمام
پریت ہے
میری
جُہدِ مسلسل سے
دھڑکتا رہتا
ہے دِل
اُلجھ کر ہمیشہ
سُلجھتا رہتا
ہے دِل

مُقدر کا خدا

جب کوئی خُود سے
آ گاہ ہو جاتا ہے
وہ اُپنے دَور کا
موسیٰ ہو جاتا ہے
خطروں سے اُلجھنے کی
جس شخص میں
ہمت ہو
وہ شخص
اپنے مُقدر کا
خدا ہو جاتا ہے
ایمان کی قوت سے
جو شخص بھی
جَل جائے

نبیوں کی طرح
اُس کا
کہا ہو جاتا ہے
اُٹھا لیتا ہے
جو اپنے
عہد کی صلیب
وہ شخص
سب کا
مسیحا ہو جاتا ہے
گھبا جاتی ہے
جسے اپنی
قوم کی غیرت
وہ شخص
وقت کا
مُوسیٰ
ہو جاتا ہے

پہچان

درخت اپنے پھل سے

پہچانا جاتا ہے

کردار سے انسان

اپنے جانا

جاتا ہے

ہم اپنے الفاظ کی

تخلیق

ہوتے ہیں

ہم سے ہمارا لفظ

جانا

جاتا ہے

رکاوٹوں

وہ دیکھتے ہیں عاصؔر
راہ کی
رکاوٹوں کو
بُھول جاتے ہیں
جو منزل کی
راحتوں کو
فیصلہ کُن ہوتی ہے
ہر بات
جن کی
وہ نہیں مانتے
اگر مگر کی
وضاحتوں کو

نشیب وفراز

زندگی کے

نشیب وفراز

کرتے ہیں

زندگی کو دارراز

اپنی کوششوں

پریقیں!

حیاتِ جاوداں

کا امیں

ہائیکو

تُم میری
ضِد نہیں
محبت ہو
میری زندگی
میرا حاصل
میری چاہت ہو

کرشمہ

انسانی آزادی
تخلیق کا
سرچشمہ ہے
قدرو معنی کا
اَنمول
کرشمہ ہے

یہی زندگی ہے

بامقصد

آگے بڑھنا

کوئی تخلیقی

کام کرنا

یہی زندگی

ہے عاصؔر

یہی ارتقاء

ہے

عبادت

خوفِ خدا میں

جو گذرے

وہ زندگی

عبادت ہے

محبتیں بانٹتے

جو گذرے

وہ زندگی

ریاضت ہے

عدل وانصاف کرتے

جو گذرے

وہ زندگی

تلاوت ہے

مصائبِ زندگی

غلطیوں اور ناکامیوں کے خوف سے
جو کُچھ نہیں کرتے
وہ لوگ کبھی
کُچھ کر نہیں سکتے
کیونکہ
خدا ہمیں
ہماری غلطیوں سے
ہماری ناکامیوں سے
کُچھ سِکھاتا ہے
ہمیں پختہ بناتا ہے
اگر ہم
عافیت پسند ہیں تو
ہم نے

پُرخطر راہوں کو ٹھکرا کر
غلطی کرنے کے امکان سے گھبرا کر
ممکن ناکامیوں سے ڈر کر
اپنی ترقی
اور تربیت کو
خُود روک رکھا ہے
لذتِ پیکار کے مزے سے
خُود منہ موڑ رکھا ہے
جبکہ
مصائب زندگی اور
نشیب و فراز
نئے دور کو تخلیق کرتے ہیں
نئے راستوں کی تحقیق کرتے ہیں

کامیابی کا فلسفہ

تیرے نزدیک
کامیاب لوگ
پیدا ہوتے ہیں
میرے نزدیک
بنتے اور بنائے جاتے ہیں
تیرے نزدیک
کامیاب لوگ
امیر اور صاحبِ وسائل ہوتے ہیں
میرے نزدیک
باہمت، محنتی اور باعمل ہوتے ہیں
تیرے نزدیک
کامیاب لوگ
خدا کے پیارے ہوتے ہیں

میرے نزدیک

یہ عقائد

وہم ہمارے ہوتے ہیں

تیرے نزدیک

وہ ملتا ہے

جو لکھا ہوتا ہے

میرے نزدیک

وہ کاٹا جاتا ہے

جو بُویا جاتا ہے

تیرے نزدیک

کامیابی قسمت کا

مسئلہ ہے

حادثہ ہے

معجزہ ہے

میرے نزدیک

کامیابی ہمت کا

مسئلہ ہے

فیصلہ ہے

ارادہ ہے

حوصلہ ہے

جذبہ ہے

تیرے نزدیک

کامیابی توفیق ہے

میرے نزدیک

کامیابی تخلیق ہے

سعی وخطا

یقیں کامل

اور

ثابت قدمی کا

نتیجہ ہے

بحران

کوئی منزل

کوئی مقصد

کوئی خواب نہیں

اس لئے،

رُوح میں اضطراب نہیں

کوئی مُشکل

کوئی ہلچل

کوئی طوفان نہیں

اس لئے

آگے بڑھنے کا

امکان نہیں

کوئی تڑپ

کوئی جھڑپ

کوئی تصادم نہیں

اس لئے

تیرا بحر

متلاطم نہیں

کوئی سوز

کوئی درد

کوئی داغ نہیں

اس لئے

راہ کا

کوئی چراغ نہیں

کوئی لگن

کوئی اُگن

کوئی اُٹھان نہیں

کوئی کوشش

کوئی سرزنش

کوئی لغزش نہیں

اس لئے

زندگی میں

کوئی کشش نہیں

کوئی جستجو

کوئی آرزو

کوئی تمنا نہیں

اس لئے

آنکھوں میں

کوئی سپنا نہیں

جبکہ

زندگی!

خوابوں سے خوبصورت ہے

خواہشوں سے حلاوت ہے

کوششوں سے عبارت ہے

لغزشوں سے بصارت ہے

سکون سے بغاوت ہے

عمل سے عبادت ہے

ضابطہء حیات

صد شکر کہ میں
کسی مکمل
ضابطہء حیات کا پابند نہیں
میری زندگی!
مذہب وثقافت میں بند نہیں
بلکہ!
میرا ایمان ہے
زندگی کی خوبصورتی،
ترقی
اور
ارتقاء پر
جو
کائنات کے ہر ذرے میں

دِل بن کے دھڑکتی ہے

زندگی جو

ہر لحظہ!

بدلتی، بڑھتی اور چلتی ہے

زندگی

جو

حُسن ہے

سچ ہے

خوشبو ہے

رُوح ہے

خودی ہے

ضمیر ہے

ارادہ ہے

چناؤ ہے

فیصلہ ہے

حوصلہ ہے

اور

محبت ہے

جسے

پانی چھو نہیں سکتا

آگ جلا نہیں سکتی

زندگی

جو

کسی ضابطے کی

پابند نہیں

کوئی چیز

جس سے

ارجمند نہیں

زندگی

جو معیار ہے

تمام

معیاروں کا

زندگی

جو ضابطہ نہیں

رشتہ ہے

عبادت نہیں

محبت ہے

زندگی

جو

تقلید نہیں

تخلیق ہے، تحقیق ہے

زندگی!

جو

اَن دیکھی

راہ پر چلتی ہے

اپنی

اقدار

خواب

مقاصد

اور منازل

بدلتی

آگے بڑھتی ہے

مذہب

کہتے ہیں کہ

مذہب

مکمل

ضابطۂ حیات ہے

ضابطہ جو

زندگی کے تمام

مسائل کا حل ہے

ضابطہ

جو

فلسفہ، سائنس اور ہر علم کا نقیب ہے

اگر

ایسا ہے تو

پھر

ضد شکر کہ

میں

اس مکمل ضابطے کا

پابند

انسان نہیں

کیونکہ!

مجھے یقیں ہے

کہ جب

مذہب

ضابطہء حیات بنتا ہے

تو نہ

ضابطہ رہتا ہے

اور نہ

حیات

منافقت

بن جاتا ہے

تقلید کی خُو

ڈالتا ہے

تقلید جو

خُودکشی کے مترادف ہے

تقلید جو

زندگی کی

ترقی اور ارتقاء کی راہ میں

رکاوٹ ہے

تقلید جو

ماضی پرستی کی

دعوت ہے

تقلید جو

انسان کو

روحانی نہیں

مذہبی

بناتی ہے

تقلید جو

زندگی نہیں

موت بانٹتی ہے

اور

میں

ابھی مرنا نہیں چاہتا

حوروں کے چکر

میں پڑنا نہیں چاہتا

کچھ کئے

بغیر

مرنا نہیں چاہتا۔

اخلاقیات

اخلاقیات

گناہ وثواب کا

مَسّلہ نہیں

بلکہ!

انفرادی اور اجتماعی زندگی کی

بقاء کا

مَسّلہ ہے

اِس لئے

انسان

اپنی بقاء اور ارتقاء کے لئے

اخلاقی اقدار

تخلیق

کرتا رہے گا

کیونکہ

تخلیق

آزادی

چاہتی ہے

اور

آزادی

ایک مسلسل ذمے داری ہے

جو خطرات اور حالات کی زد میں

حقیقت بن کر

بالغ اور کامل

انسان

پیدا کرتی ہے

جو باطل کا انکار

اور

سچ کا اقرار کرتے ہیں

جو

خوبصورتی سے پیار

اور

بدصورتی سے نفرت کرتے ہیں

یُوں!

اقرار اور انکار

پیار اور پیکار

سعی و خطا

کے عمل سے

گذرتے

انسان

اُلجھتا سُلجھتا

گِرتا سنبھلتا

آگے بڑھتا رہتا ہے

اپنی بقاء کی

جنگ لڑتے

کبھی ہارتا اور کبھی

جیتتا

رہتا ہے

روحانیت

اپنی دُنیا آپ
تخلیق کرنے کا جنوں
اپنے ماحول بے مزہ میں
رنگ بھرنے کی خواہش
بھوک و پیاس سے
بِلکتے بچوں کی پُکار پہ کان
خدا کے نام پر
لُٹتے اور ظلم سہتے ہوئے
لوگوں کا
احساس
رنگ و نسل
مذہب و ثقافت میں
بٹے اِنساں کی نجات کا اہتمام
عظمت انسان کے

تحفظ کی کوششِ ناتمام
انسان کی ترقی وخوشحالی کے لئے
پُرخطر راہوں کا چناؤ
مسجد، مندر اور چرچ سے
فرار
جھوٹ اور منافقت سے نفرت کا کُھلا
اظہار
تقلید کی ہر شکل سے
انکار
کسی کے اختیار کو سچ ماننے سے
فرار
مادہ پرستی نہیں
انسان کے
روحانی ارتقاء کی انتہا ہے
وہ انتہا!
جسے چُھو کر
انسان
خود
اپنی تقدیر لکھ رہا ہے

اپنی بقاء کی
خود جنگ لڑ رہا ہے
اپنی دُنیا آپ
تخلیق کر رہا ہے
چاند ستاروں پر
کمند ڈالے
خدا کے سنگ
چل رہا ہے
کائنات میں
اپنے حصے کے رنگ
بھر رہا ہے
جس کے لئے
سر جھکانا ہی عبادت نہیں
اچھا خیال
اچھا عمل
ہی
عبادت ہے
عشق ہے
چاہت ہے

وہ مذہبی نہیں روحانی ہے
وہ منافق نہیں نورانی ہے
وہ گروہی نہیں
آفاقی اور کائناتی ہے
وہ محبت کو خدا اور خدا کو
محبت سمجھتا ہے
وہ محبتیں بانٹتا ہے
اور
نفرتیں
مٹاتا ہے
وہ
زمیں پہ چاند اُگاتا ہے
اور
صحرا میں
پھُول اُگاتا ہے
وہ عقل و شعور کے دیئے جلا کر
گھروں
شہروں
اور

ملکوں کو
روشن کرتا ہے

یہ
روحانیت نہیں تو کیا ہے؟

وہ
انسان کے بدن پر لگے زخموں کی
مسیحائی کے لئے
فکر و عمل کی
راہ پر گامزن
سائنس اور ٹیکنالوجی کی دُنیا میں
ہر لحظہ!
نبوت کر رہا ہے
بہتر سے بہتر کل کی
ضمانت دے کر
اُمید و یاس کی
بشارت دے رہا ہے
یہ پیغمبری نہیں تو کیا ہے؟

زندگی کا پیغام

اپنی ہر سانس کو
نئی زندگی کا
پیغام سمجھتے ہیں
ہر لمحے کی
گہرائی میں
اُترنے کو
کام سمجھتے ہیں
فکر و شعور کو
سعی و خطا کے
عمل کا
انعام سمجھتے ہیں
تقلید کی
ہر روش کو

موت کا

پیغام سمجھتے ہیں

تقدس کو

تمدن کا

فریب سمجھتے ہیں

مذہب کو

پاؤں کی

زنجیر سمجھتے ہیں

خدا کو

انسان کے ذہن کی

تخلیق سمجھتے ہیں

زندگی کو

زندگی کا

مُدعا سمجھتے ہیں

ہر لحظہ

بننے بنانے کو

ارتقاء سمجھتے ہیں

انسان کے

شعور میں چھپے امکانات کو

اُس کا

نصیب سمجھتے ہیں

انسان کو

تمام معیاروں کا

معیار سمجھتے ہیں۔

تبدیلی

تبدیلی
کمی کی نہیں
زندگی کی
علامت ہے
اور
زندگی
اپنی تمام تر
تلخیوں کے باوجود
خوبصورت ہے۔

زندگی؟

زندگی کیا ہے؟

خواب ہے

اضطراب ہے

جستجو ہے

آرزو ہے

نشیب و فراز ہے

درد ہے

داغ ہے

راہ کا چراغ ہے

اُمنگ ہے

جنگ ہے

ہلچل ہے

چنچل ہے

خوبصورت ہے

ضرورت ہے

کوشش ہے

لغزش ہے

تحقیق ہے

تخلیق ہے

تبدیلی ہے

چیلنج ہے

سعی وخطا کا عمل ہے

فکروشعور

جذب وشوق

عشق وجنوں

اور

محبت ہے

فکروعمل کی

آزادی ہے۔

تضاد

ہم نے
رُوح کو پاک
اور جسم کو ناپاک
سمجھ رکھا ہے
رُوح کو غیر فانی
اور
جسم کو فانی
سمجھ رکھا ہے
یُوں خود کو
دو حصوں میں
تقسیم کر رکھا ہے
اِس لئے تو
ہم
زندگی کے کُل سے کٹ کر

احساسِ گناہ میں

مبتلا ہیں

زندگی کے

مزوں سے جُدا ہیں

یُوں!

زندگی سے

ہمارا رشتہ

ادھورا ہے

اور

فلسفہ

انتشار کا شکار

جس کے نتیجہ میں

ہم سب ہیں بیمار

ہم جن

چیزوں کو

پسند کرتے ہیں

اُن سے بھاگتے ہیں

خود کو کچلتے اور روندتے

خودکشی

کرتے ہیں
ہم نے
ایک جنت کے لالچ میں
اپنے اندر
کتنے ہی
دوزخ پیدا کر لئے ہیں
جن میں
ہم مسلسل جلتے ہیں
لیکن!
کہہ نہیں پاتے کہ
یہ دُنیا
اُس دُنیا سے
کہیں زیادہ
خوبصورت ہے
جس میں
آسماں و زمیں
اپنے تمام
رنگوں
روشنیوں

اور

موسموں کے ساتھ

خوبصورت ہے

دلکش ہے

لیکن!

ہمیں اپنے روحانی

اور

شعوری ارتقاء کی

انتہا کو

چُھونے کے لئے

یہ ماننا ہوگا

کہ

رُوح کے ساتھ

جسم بھی پاک ہے اور غیر فانی ہے

یہ زندگی

جینے کے لائق ہے

ہمیں وہ زندگی نہیں

یہ زندگی

جینے کے لئے ایک

اور زندگی چاہیے

جس میں

ہم

دوزخ کے خوف

اور

جنت کے لالچ کے بغیر

گناہ اور ثواب، سزا اور جزا کے

تصور کے بغیر

کھل کر جی سکیں

اپنی پسند

اور

ناپسند کا

کھل کر اظہار کر سکیں

یُوں

موت سے انکار

اور

زندگی کا اقرار کر سکیں۔

میں اپنے گھر میں غیر محفوظ کیوں ہوں؟

میں اپنے گھر

اور

اپنے ملک میں

غیر محفوظ کیوں ہوں؟

شاید!

گھر میرا خواب ہے

حقیقت نہیں،

باپ کے گھر

عزت اور غیرت کا مسئلہ ہوں

جو مجھے

کھل کے جینے نہیں دیتا

ماں کی

نصیحتوں میں

اُلجھے رہتی ہوں

گھر سے باہر

جاتی ہوں تو

مرد للچائی نظروں سے

دیکھتے ہیں

جیسے میں

انسان نہیں

استعمال کی

کوئی چیز ہوں

ان کی نظروں سے

بچنے کی کوشش میں

میں اپنی مرضی کے خلاف

پردہ کرتی ہوں

لیکن پھر بھی

مرد!

پردے سے اندر جھانکنے کی

کوشش میں

مجھے پریشان کرتے ہیں

کسی
خون خوار بھیڑیے کی طرح
دیکھتے ہیں
پردے میں بھی
خود کو
غیر محفوظ سمجھتی ہوں
میرا حُسن
میرا جوبن
کالے ناگ کی طرح
ہر لحظہ
وار کرتے ہیں
بیزار کرتے ہیں
یُوں میں
اپنے آج سے
تنگ آ کر
فرار کی راہ
ڈھونڈتی ہوں
اچھے کل

پیا کے گھر جانے کے
خواب دیکھتی ہوں
خُدا خُدا کر کے
کوئی اپنا
یا
کوئی غیر
میرا ہاتھ مانگنے کے لئے
آ جاتا ہے
جو
میری تعلیم
میرا کردار
میرا حُسن
دیکھنے کی بجائے
میرے باپ کی مالی حیثیت کو دیکھتا ہے
مجھے جہیز کے
ترازو میں
تولتا ہے
میرا باپ

میرے سُسرال کی توقعات پر

پورا اُترنے کی

کوشش میں

دوستوں

اور

رشتہ داروں سے

قرض اُٹھا کر

اپنی حیثیت سے زیادہ

جہیز دے کر

اپنے ارمانوں

اور میرے

دوسرے بہن بھائیوں کا

گلہ دَبا کر

نیک تمناؤں

اور

ڈھیر ساری دُعاؤں کے ساتھ

مُجھے رخصت کر دیتا ہے

میں اپنے خوابوں کی

جنت میں
جب قدم رکھتی ہوں تو
میرے جہیز کی
نمائش لگتی ہے
اپنوں اور بیگانوں کی
زباں کھلتی ہے
تو میری آنکھوں سے
ساون کی گھٹا
برستی ہے
اور میں
ایک بار پھر
خود کو
غیر محفوظ سمجھنے لگتی ہوں
کہ کہیں!
میں ایک رات کی
دُلہن نہ بن جاؤں
کہیں
میرا جیون ساتھی

اپنے گھر والوں کے

بہکاوے میں آ کر

لالچ کی آگ

اپنے دِل میں

جلا کر

تین بار

طلاق، طلاق اور طلاق

کہہ کر

میرے اور میرے

گھر والوں کے

خوابوں کی

جنت نہ جلا ڈالے

یہ سوچ کر

اس خوف سے میں

زندگی بُھگتی رہتی ہوں

ہر لحظہ!

مرتی ہوں

پھر بھی

جیتی ہوں
اپنے سسرال والوں کی
خوشنودی کے لئے
اپنی نہیں
اُن کی
زندگی جیتی ہوں
وہ کرتی ہوں
جو وہ چاہتے ہیں
وہ سوچتی ہوں
جو وہ سوچتے ہیں
وہ دیکھتی ہوں
جو وہ دیکھتے ہیں
یُوں میں
اپنے ہی گھر
اپنے ہی ملک میں
غیر محفوظ کیوں ہوں؟
کوئی تو بتائے
یہ معمہ تُو

سلجھائے

کوئی

راہ تو بتائے

کیا یہی

اپنا گھر ہوتا ہے؟

لڑکی ہونا

سزا کیوں ہے

گناہ کیوں ہے؟

اپنا بوجھ آپ اٹھائیں

جتنی جلدی کوئی
اپنی ذمے داری کا بوجھ
اُٹھالیتا ہے
اور
خود سے
آگاہ ہو جاتا ہے
اتنی جلدی وہ
اپنی کامیابی سے
ہمکنار ہو جاتا ہے
اس لئے عاصؔر
آؤ آج!
خود اپنی زندگی کا
اختیار سنبھالیں

اپنے وسائل
پیدا کرنے کی
راہ نکالیں
خود سے توقع اور بڑھائیں
آنکھوں میں نئے خواب سجائیں
وہ خواب!
جس میں جان ہو
تاکہ اونچی اُڑان ہو
خواب جو!
زندگی کی علامت ہیں
خواب جو!
انسان کی طاقت ہیں
خواب جو!
انقلاب کی ضمانت ہیں
خواب جو!
ترقی کی دلالت ہیں
خواب!
عمل کی دعوت ہیں

خُودکشی

کسی
راہبر کی
خواہش عاصؔر
خُودکشی کے
مُترادف ہے
اپنی مدد
آپ کا اصول
حیاتِ جاوداں کی
ضمانت ہے

قوت

میں
کمزوری کی
ہر شکل کی
مُذمت
اور
قوت کی
بشارت دیتا ہوں
کیوں کہ
قوت کے بغیر
خواب
زہر ہیں
اور
خواب کے بغیر
قوت
قہر ہے

میں
قوت کا مبلغ ہوں
لیکن
قوت کسی فرعون کی
خود پرستی نہیں
غرور نہیں
اختیار کا نشہ نہیں
تکبر نہیں
عصائے موسیٰ ہے
دلِ عیسیٰ ہے
ضربِ کلیمی ہے
آزادی ہے
محبت ہے
عزم پختہ ہے
بردباری ہے
جاں نثاری ہے
خودیقینی ہے
خودداری ہے
معاف کرنا ہے
انصاف کرنا ہے

اقلیت ہونا ایک اعزاز ہے

مسئلہ اقلیت

اور

اکثریت کا نہیں

جوش و جذبہ کا ہے

منزل اور مقصد کا ہے

عزم و ہمت کا ہے

وسائل اور مقاصد کا ہے

خود یقینی کا ہے

جاں فشانی کا ہے

غیرت کا ہے

جہالت کا ہے

عقل و شعور کا ہے

علم و ہنر کا ہے

ہماری مائیں ہمیں

بُزدلی کی

تعلیم دیتی ہیں

ہماری کتابیں

خُودکشی کی

تعلیم دیتی ہیں

ہمارا مذہب

بے عملی کی ترغیب دیتا ہے

تقلید اور

تائید کی خُو ڈالتا ہے

کمزوری اور بے بسی کو

فروغ دیتا ہے

ہمارے راہبر

جھوٹ کو سچ لکھتے ہیں

ہمارے دانشور

سوچا ہوا سوچتے ہیں

ہمارے شاعر اور

ادیب

لِکھا ہوا

لکھتے ہیں

دیکھا ہوا دیکھتے ہیں

ہم سنا ہوا

سنتے ہیں

ہم تخلیق نہیں

تقلید کرتے ہیں

ہم لوگ کردار

اور گفتار کے

منافق ہیں

ہم لوگ خُود

اپنی بدبختی کے

خالق ہیں

ہم رسوا اور بے آبرو ہیں

کہ بے خواب اور بے آرزو ہیں

ہمارے پاس کوئی

بڑا مقصد نہیں

ہمارے پاس کوئی

اچھا راہبر نہیں
ہم سعی و خطا کے
عمل سے
گذرنے کی بجائے
بے خطر راہ پر چلتے ہیں
خود کچھ
کرنے کی بجائے
معجزات کی دُعا کرتے ہیں
رفعت مقاصد کے سنگ
اُڑانے کی بجائے
وسائل کا ماتم کرتے ہیں
مقابلہ کرنے کی بجائے
زیادتیاں گنتے ہیں
گلے شکوے کرتے ہیں

اور

خود کو کوستے ہیں
ایسا کرنے سے
کچھ نہیں ہو گا

آہیں بھرنے سے
کچھ نہیں ہوگا
رویے بدلے بغیر
کچھ بدلتا نہیں
ہاتھ ہلائے بغیر
کچھ بدلتا نہیں
اقلیت ہونا
ایک اعزاز ہے
گر دِل میں
سوز و گداز ہے
آنکھوں میں کوئی خواب ہے
اور رُوح میں
اضطراب ہے
علم و ہنر سے پیار ہے
اور
قلب و نظر
بیدار ہے
تو اقلیت ہونا

ایک اعزاز ہے

کیونکہ!

اقلیت نے ہر دَور میں

تخت و تاج

اُچھالے ہیں

نقشِ کہن مٹائے ہیں

نئے رستے دکھائے ہیں

کیونکہ!

روشنِ دِل

بیدار نظر

اور

صاحبِ فکر

ہمیشہ

اقلیت میں ہی

ہوتے ہیں

اور

قوم

تعداد سے نہیں

رفعتِ مقاصد

رفعتِ

اقدار

افکار

رفتار

معیار

پیکار

گفتار

اور

کردار سے

بنتی ہے

ہم ابھی قوم نہیں

گروہوں میں

بٹے لوگ ہیں

اپنے مفادات سے

جڑے لوگ ہیں

ہم نے

ہم

قوم بننا ہے

اُٹھو!

کہ کچھ کرنا ہے

خیالات بدلنے ہیں

حالات بدلنے ہیں

نبوت

تُم نے کہا
سب نے کہا کہ
یہ ناممکن ہے
لاکھوں نے
ناکامی کی
نبوت کی
کہ آج تک کوئی
ایسا کر نہیں سکا
ایسا کرنے کی کوشش
خُودکشی کرنا ہے
لیکن!
میں یہ گاتے
آگے بڑھا کہ میں

ناممکن کو
ممکن کروں گا
ایک قدم کیا اُٹھا کہ
مُشکلیں
آساں ہو گئیں
منزلیں
مہرباں
ہو گئیں

اے ماں تُجھے سلام

مُجھے یقیں ہے کہ
موت زندگی کا انجام نہیں
مُجھے یقیں ہے کہ
موت زندگی کا تسلسل ہے
اس لئے اے ماں!
تُو مَر نہیں سکتی
موت تیرا
کچھ کر نہیں سکتی
مُجھے یقیں ہے کہ تُو
زندہ ہے
میری ہر سانس میں
تابندہ ہے
مُجھے فخر ہے کہ تُو

میری ماں ہے
مجھے ناز ہے کہ تُو
میری پہچان ہے
تیری گود میری
درس گاہ تھی
تیری باہیں
میری پناہ گاہ تھیں
مُجھے یاد ہے کہ میں
ترے سینے پر
کھیلا کرتا تھا
حیات بخش تیرا
دُودھ پیا کرتا تھا
میں روتا تو
تُو تڑپتی تھی
میں گرتا تو
تُو اُٹھاتی تھی
سر مُنہ چُوم کے
سینے سے لگاتی تھی

مجھے بولنا
سکھایا تُو نے
اُنگلی پکڑ کے
چلنا سکھایا تُو نے
مُجھے سکول کا
رستہ دکھایا تُو نے
میرے ہاتھوں میں
کتابوں سے بھرا بستہ
تھمایا تُو نے
میری ہر ضرورت کا
خیال رکھتی تھی
مانگنے سے پہلے
مُجھے دیتی تھی
میری آنکھوں کو کچھ خواب دے کر
میرے سوالوں کے سب
جواب دے کر
زندگی کرنے کا فن
سکھایا تُو نے

علم و ہنر کا
رستہ دکھایا تُو نے
میں آج جو بھی ہوں
تیری بدولت ہوں
تیری کمائی
تیری دولت ہوں
میرا خط تُو
میری خوشبو سے
پہچان لیتی تھی
حالِ دِل کا
چہرے سے جان لیتی تھی
تیرا خواب تھا کہ میں
کاہن بنوں
اور
اندھیروں میں
ہر سُو
اُجالا کروں
تیرا خواب

اِک دن پورا ہوا

تیری دعاؤں سے میں

کاہن بنا

تیری خوشی کی

انتہا نہ تھی

مُجھے دیکھ کے تُو

جواں تھی

میں تیرا فخر اور غرور تھا

تیری آنکھوں کا میں

نور تھا

تیرے خوابوں کی

حفاظت میں کر نہ سکا

اپنے وعدوں پہ قائم رہ نہ سکا

میں نے تُجھ کو بہت

رنجیدہ کیا

تیری زیست کو

بہت سنجیدہ کیا

تُو آخر ماں تھی

میرے خدا کی
ترجمان تھی
زیادہ دیر تُو
ناراض رِہ نہ سکی
تیرے سینے میں
ممتا کی آگ جلی
اور
تُو نے مُجھے
معاف کردیا
ہرطرح سے
دِل اپنا
صاف کرلیا
میرا خواب تُو پھر
جینے لگی
میری خوشی کو خوشی
اپنی کہنے لگی
ہرلحظہ پھر تُو نے
میرا ساتھ دیا

ہر دُکھ سُکھ میں تُو نے
مُجھے ہاتھ دیا
میں جو بھی ہوں
تیری بدولت ہوں
تیری کمائی
تیری دولت ہوں
دیر سے گھر آؤں گا تو کون
ڈانٹے گا
گھر سے باہر جاؤں گا تُو کون
سُوچے گا
ہاتھ اُٹھیں گے کِس کے
دُعا کے لئے
کون مرے گا میری
بقاء کے لئے
میری بلائیں کون اپنے
سر لے گا
میری خاطر کون آنکھیں
بھرے گا

اُلجھ جاؤں گا تو کون
سلجھائے گا
بند گلی سے کون
نکالے گا
کون کہے گا
سیدھی راہ لینا
بات کبھی نہ کوئی
بُری کہنا
اچھائی بُرائی کی
تعلیم کون دے گا
اصل زندگی کی
تفہیم کون دے گا
تیری آنکھوں میں
کتنی دانائی تھی
تیری باتوں میں
کتنی گہرائی تھی
تیرے ہونٹوں پر جو آخری
دُعا تھی

تیری حیات تھی
تیرا فلسفہ تھی

اے خدا!
مُجھے اپنی بادشاہت میں
آج قبول کر
اپنا فضل اور اپنی رحمت نازل کر
مُجھے کسی کا
محتاج نہ کرنا
بے بس و مجبور نہ کرنا
تیری دُعا یہ
قبول ہوئی
باتیں کرتے کرتے تُو
چل بسی
تیری موت بہت
خوبصورت تھی
یہ الگ بات کہ ابھی تیری
ضرورت تھی
زندگی کے سب مزے تُجھ سے تھے

مُشکلوں میں سب سُکھ تُجھ سے تھے

تُو کیا گئی کہ میری

دُنیا اُجڑ گئی

تُو کیا گئی کہ دِل کی

نگری جل گئی

اے ماں!

تُو خودداریوں کا

پیکر تھی

محبت وخلوص کا ساگر تھی

کمزور جسم میں

مضبوط رُوح تھی

تُو ں سایہ دار شجر تھی

میرے آنگن کا قمر تھی

تُو میرا فخر تھی

تیری عظمتوں کو سلام کرتا ہوں

تیری قربانیوں کو یاد کرتا ہوں

مجھے یقیں ہے کہ

تُو زندہ ہے

میری ہر سانس میں

تابندہ ہے

تیرا بیٹا

تُجھ پہ ناز کرتا ہے

تیری ممتا کو سلام کرتا ہے

تیری دُعا سے ٹل

جاتا تھا

وقت جو سر پر

آ پڑتا تھا

تیرے بن گھر ویران

پڑا ہے

صحرا سا

سُنسان پڑا ہے

کب تُو

سو کے اُٹھ جائے گی

اور مُجھے جگانے تو آئے گی

اٹھو بیٹا!

صُبح ہوئی ہے

دُنیا ساری
جاگ اٹھی ہے
تُو بھی اُٹھ اور کر دُعا
مانگ سب کا تُو بھلا
جو بھی کرنا
اچھا کرنا
کبھی کسی کا برا نہ کرنا
میری دعائیں
ساتھ ہیں تیرے
تیری بلائیں
سر ہوں میرے
سیدھی راہ پر
ہر دَم چلنا
اُونچا میرا
نام تُو کرنا
اے ماں
ہمیشہ دُعا کرنا
جو کرتی تھی

وہ سدا کرنا

میری فکر میں

تو جگمگاتی رہے

میرے عمل میں

تُو مسکراتی رہے

تیری ذات کا

میں تسلسل ہوں

میں تیری

کوششِ مسلسل ہوں

تیرے نام کو

ہمیشہ

میں روشن کروں گا

اور

تُجھے ہمیشہ

زندہ رکھوں گا۔

کب تلک؟

کب تلک؟
ہمارے تعلیمی ادارے
ماسٹر، مُنشی اور کلرک
ہر سال
اُگلتے رہیں گے
کب تلک؟
ہماری تعلیم
شعور و آ گہی کی بجائے
نفرت اور تعصب کا
پرچار کرے گی
کب تلک؟
ہماری تعلیم
ذہنوں کو آزاد کرنے کی بجائے

اُن کا استحصال کرے گی

کب تلک؟

ہماری اپنی پھینکی ہوئی

چنگاریوں سے

ہمارے اپنے گھر

سُلگتے رہیں گے

کب تلک ہمارے مذہبی راہنما

عقیدہ کی

بنیاد پر

انسانوں کے درمیان

محبت، رواداری، مساوات

اور

بھائی چارے کی بجائے

نفرت، تعصب، فرقہ واریت

تنگ نظری

اور

انسان دشمنی کی

فصل بوتے رہیں گے

کب تلک ہمارے عالم

تاجر بن کر

تعلیم فروخت کریں گے

کب تلک؟

ہمارے بچے ڈگریاں

حاصل کرنے کے لئے

آسان راستوں کو

دوست کریں گے

اور محنت و مشقت کی

مذمت کریں گے

کب تلک؟

چند سکّوں کے عوض

انصاف بِکے گا

کب تلک؟

لوگ پیٹ بھرنے کے لئے

ایک دوسرے کا

گلہ

کاٹیں گے

اپنے گردے، عزت

اور

آخر بچے بیچیں گے

کب تلک؟

ہم خود کو مومن

اور

دوسروں کو کافر

کہیں گے

کب تلک؟

ہم خود کو جنتی

اور دوسروں کو

دوزخی کہیں گے

کب ہماری تعلیم

علم بنے گی

اور کوئی

تخلیقی کام کرے گی

انسان کے

ظاہر و باطن کی

تشکیل نو

کرے گی

زندگی کو خوبصورت

اور

معاشرے کو

تبدیل کرے گی

کب تعلیم

علم بن کر

صوفی

راہنما

مُفکر

پیغامبر

اور

سائنس دان

تخلیق کرے گی

جو

وقت کے تقاضوں کی روشنی میں

زندگی کی

مناسب
منصوبہ بندی کر کے
مُشکل راستوں پہ
خود چل کر
اچھے کل کی
بشارت دیں گے۔

مُجھے تُم سے محبت ہے

مُجھے تُم سے
محبت ہے
لیکن
میری محبت کی بنیاد
تیری کالی اور غزالی
آنکھیں نہیں
تیرے لب ورخسار
تیرے خدوخال
تیرا حُسن وجمال تیری
باہیں نہیں
بلکہ
تیرا ایک مضبوط اور خوبصورت
انسان ہونا ہے

قدر و معنی کا خود میں

جہان ہوتا ہے

میں تجھے تیری خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ

پیار کرتا ہوں

تیری صلاحیتوں پر مکمل

اعتبار کرتا ہوں

تیری

آزادی

اور

خودمختاری کا

احترام کرتا ہوں

تیری

قربانیوں

اور

عظمتوں کو

سلام کرتا ہوں

مجھے تم سے

محبت ہے

لیکن

میری محبت کی بنیاد

گرمیٔ شوق و جنوں

اور مستیٔ جذبات نہیں

میرا چناؤ

اور میرا

فیصلہ ہے

ذہنی ہم آہنگی

باہمی عزت و تکریم

اور

بدن و رُوح کے مِلن کا

رشتہ ہے

رشتہ

جو

احساس، وفا، قربانی اور یقین کامل ہے

ہر پل ایک ساتھ

زندگی جینے سے

بڑھتا ہے

رشتہ

جو حادثہ نہیں

فیصلہ ہے

دریافت ہے

مقصدِ حیات کی

واحدت ہے۔

مِلن

اِک شخص سے

ہم عاصؔر

روز ملتے رہے

کُچھ کہتے رہے

کُچھ سنتے رہے

لیکن

ایک دوسرے کی

رُوح کو

چُھو نہ سکے

اِک روز ہمیں بچھڑنا تھا

اور پھر نہ کبھی مِلنا تھا

یہ بچھڑنا ہی

ہمارا ملنا تھا۔

ترقی کا راز

ہمارے مسائل کا حل

اور

ترقی کا انحصار

کہنہ اقدار کی طرف

لوٹنے میں نہیں

بلکہ

نئی اقدار کو

اپنانے

اور

تخلیق کرنے میں ہے

کیونکہ

اقدار کبھی اپنی

ابدی

جامد

اور

ساکن

نہیں ہوتیں

جو

لوگ

وقت کے تقاضوں کے ساتھ

بدلتے

آگے نہیں بڑھتے

وہ اپنے فطری

ارتقاء کے راستے میں

رکاوٹ بنے،

اپنی اقدار کے ساتھ

صفحہءِ ہستی سے

مٹ جاتے ہیں

اور

مٹی میں مِل جاتے ہیں۔

قطعہ

عمر گذری ہے شکایت کرتے
ساری دُنیا کو ملامت کرتے
اپنے حصے کا دِیا روشن کر
شبِ ظلمت کی مذمت کرتے

فِکری آزادی

کامل آزادی کی طرح
فِکری آزادی بھی
ایک خواب ہے
جو بہت
نایاب ہے
کیونکہ
آزادی کی قیمت
چکانا پڑتی ہے
اپنی صلیب آپ
اُٹھانا پڑتی ہے
تقلید کی خُو
چُھوڑ کے
نئی راہ
بنانا پڑتی ہے
جبکہ
انسانی فِکر پر

پابندیاں ہیں
مسخ شدہ
اعتقادات کی سَر
بلندیاں ہیں
سائنسی طرزِ فکر کی
نایابی
ہم سب کی ہے
بربادی
جبکہ
تحقیق و جستجو و آرزو
اور
فِکری آزادی سے ہی
انساں کی
عزت و آبرُو ہے
عقل و شعور
فہم و ادراک ہی
اُس کی
معراج ہے
حیات و زیست کا
چراغ ہے

سوال پوچھنا
ذہنی عبادت ہے
قول و فعل کی
ریاضت ہے
کچھ بھی
اتنا مقدس نہیں
جو چیلنج نہ ہو سکے
کچھ بھی
اتنا دائمی نہیں
جو بدلہ نہ جا سکے
بدلنا
زندگی کی علامت ہے
چلنا سکوں سے
بغاوت ہے
ٹھہرنا
موت کی
دعوت ہے۔

حیاتِ جاوداں

انساں
ایماں سے نہیں
عمل سے جیتا ہے
اور جیون
تحفہ نہیں
کرشمہ نہیں
حادثہ نہیں
منصوبہ ہے
فیصلہ ہے
ارادہ ہے
دعوت ہے
اپنا کردار نبھانے کی
الگ سے

کچھ کرنے کی

حیاتِ جاوداں پانے کی

جو

ایماں سے نہیں

عمل سے

مشروط ہے

جو

ٹھہراؤ نہیں

ٹکراؤ ہے

مسترد کرنا

اور

مسلسل چناؤ ہے

زندگی

اپنی شرطوں پر

جینے کی

جسارت ہے

جو

بہترین عبادت ہے۔

انسان کیا ہے؟

انسان اپنے رَب کی
ذات کا تسلسل
اور
تخلیق کا
کرشمہ ہے
انسان اپنے
تجربات، کاموں، فیصلوں
ارادوں، حوصلوں،
اور
چناؤ کا
مجموعہ ہے
انسان اپنی
کامیابیوں، ناکامیوں،

محبتوں، نفرتوں

اور

سوچوں کا

نتیجہ ہے

انسان اپنے

عقائد، نظریات، ثقافت

تعلیم و تربیت

اور

ماحول کا

معجزہ ہے۔

آرزُو

کائنات

کب بنی

اور

کِس نے بنائی ہے

یہ سمجھنے اور سمجھانے سے

غرض نہیں

یہ ہمارا فرض نہیں

ہاں!

اس میں موجود نظام

جس نے کر رکھی ہے شام

بدلنے کی

ضرورت ہے

تخت و تارج

اُلٹنے کی

ضرورت ہے

آؤ!

رنگ و نسل

مذہب و ثقافت

کافر و مومن

ادنیٰ و اعلیٰ

امیر و غریب

کالے گورے کی

تفریق!

بدل ڈالیں

سوچا عدل کر ڈالیں

نئے جہاں کا

خواب دیکھیں

جس میں!

حق، انصاف، سچ

اَمن، آزادی

اور

محبت کا راج ہو

اِک نیا سماج ہو

ہر ہاتھ میں چراغ ہو

سر پر زندگی کا تاج ہو

خدا کا راج ہو

اور

انسان!

تمام معیاروں کا معیار ہو

ہر دل میں پیار ہو

شعور بیدار ہو

چاہے!

راہ دشوار ہو

میں اور تُو کی

نہ دیوار ہو

بس!

پیار ہی پیار ہو۔

بارش کے بعد

بارش کے بعد
پودے کو
پانی دینا
کیسا ہے؟
فرض نبھانا
جیسا ہے
فرض نبھا کے
کیا ہوگا
دِل بہلا کے
کیا ہوگا
پودا
سوکھ جائے گا

طوفاں میں جی نہ پائے گا
عاصر بالکل ایسے ہی
زیادہ پیار
بچے کو
بگاڑ دیتا ہے
اُکھاڑ دیتا ہے
سختیاں اُس کو
جھیلنے دو
غلطیاں بھی اُسے
کرنے دو
طوفاں کی کوکھ میں
پلنے دو
اُسے سخت دُھوپ بھی
لگنے دو
اُسے اپنے فیصلے
کرنے دو
اُسے گر کر ہمیشہ

اُٹھنے دو

وہ اُلجھ کر ہمیشہ

سُلجھے گا

وہ ڈوب کر ہی

اُبھرے گا

فرض کے نام پر تُم اُس کو

عاصر نہ کمزور کرو

محبت کے نام پر تُم اُس کو

اپنا نہ مُحتاج کرو

اُسے اپنی خُودی جگانے دو

اُسے اپنی صلیب اٹھانے دو

اُسے اپنی دُنیا بنانے دو

اُسے زِیست سے آنکھ ملانے دو

وہ اپنے وقت کا

موسیٰ ہے

اُسے فرعون سے ٹکرانے دو

یوں خود کو اُس کو پانے دو

جو یاد ہے اُس کو اب تک وہ
ہر لحظہ! اُسے بُھلانے دو
یوں زندگی آگے بڑھتی ہے
اَن دیکھی راہ پر چلتی ہے
نئے خواب ہمیشہ بُنتی ہے
تم زندگی کو نہ پابند کرو
مذہب وثقافت میں نہ بند کرو۔

اچھائی اور بُرائی سے آگے

اگر ہم وہ کریں
جو ہمیں
کرنا ہے
تو ہم نے
کیا الگ کیا عاصؔر

جو
دوسرے نہیں کرتے
ضرورت ہے کہ
ہم
فرض اور قرض
اچھائی اور برائی کے
بنے پیمانوں سے
آگے

سوچیں!

جنت کے لالچ

اور

دوزخ کے خوف سے

آگے دیکھیں!

اپنے عمل کی نئی

بُنیاد ڈھونڈیں

وہ بنیاد

ہماری

آزاد

مرضی ہو

وہ

لمحہ ہو

جو ہم جی رہے ہوں

وہ حالات ہوں

جن کے مقابل ہوں

جن کا

جو

تقاضا ہو

فیصلہ ہمارا ہو

چناؤ ہمارا ہو

اور ہم

نتائج

بھگتنے کیلئے

آمادہ ہوں!

نجات

عقل اور عشق
دونوں کے لئے
مقصد، حق، اقدار اور زندگی کے معنی
معروضی!
بنی بنائی دُنیا سے
مشروط ہیں
جبکہ
انسان کی نجات اور عظمت
اپنی دُنیا آپ
تخلیق کرنے کے
آزاد
ارادہ
مرضی
اور
خود کئے

فیصلہ سے
مشروط ہے
کیونکہ!
آزادی اور زندگی
اُن لوگوں کا حاصل ہے
جو ہر لحظہ
خود کو
تخلیق کرتے ہیں
اپنا جہاں
آپ
تعمیر کرتے ہیں
اپنے تخلیقی چناؤ
اور
اپنے آزاد فیصلے پر
اپنے عمل کی
بُنیاد رکھتے ہیں
اور
تقلید نہیں
تخلیق کرتے ہیں۔

خُودکشی

اگر ہمارے عمل کی

بنیاد

آسمانی کتابیں ہیں تو پھر

کیوں؟

ہم وہ کرتے ہیں

جو اِس

بنے بنائے اور دیئے گئے ضابطہ کے

خلاف ہوتا ہے

شاید!

وہ لمحہ

وہ حالات

جن کے ہم

مقابل ہوتے ہیں

ہماری

بنی بنائی دُنیا کو تباہ کر دیتے ہیں

اور ہم

اپنی دنیا آپ تخلیق کرنے کی کوشش میں

اپنے عمل کی

بنیاد خود بن کر

اپنی آزاد اور تخلیقی مرضی کا

اظہار کرتے ہیں

لیکن!

پھر اِسے گناہ کہہ کر

اپنے وجود کو

کچل دیتے ہیں

اور

یوں ہمیشہ

تضاد کا

شکار ہو کر

دو کشتیوں پر

سوار ہو کر

ہم

زندگی بسر کرتے ہیں

ہر لحظہ!

خُودکشی کرتے ہیں

کھل کر

زندگی کرنے کی،

آرزو لے کر،

مر جاتے ہیں،

لیکن!

کہہ نہیں پاتے

کہ

شریعت

انسان سے باہر نہیں

اندر ہے

جسے ماننا

انسان کے

روحانی ارتقاء کے لئے

ضروری ہے

تا کہ!

انسان

یہ نہ کرو

وہ نہ کرو کے

احکام کی

رُوح سے سرشار ہو کر

خود سے ہمکنار ہو کر

مخصوص حالات میں

اپنی ذمے داری نبھانے کے لئے

کہے!

میں یہ کروں گا

کیونکہ!

یہ سچ ہے

یہ کروں گا

کیونکہ!

مجھے یہ کرنا چاہیے

یہ کروں گا

کیونکہ!

ایسا کرنے سے

میری ذات کی

تشکیل و تعمیر ہو گی

میرے خوابوں کی

تفسیر و تعبیر ہو گی

میں اپنی صلیب آپ اٹھاؤں گا

تا کہ!

میرے بعد آنے والے

اپنی ذمے داری

خود نبھائیں۔

اَچھّا کل

اپنے اندر عناصر
متضاد قوتیں
مسلسل متصادم ہیں
اور ہم
اپنی آزادی اور خود مختاری کی
جنگ لڑتے
اپنے خوابوں کی خاطر
اپنے اچھّے کلِ کی خاطر
اپنا آج
صلیب درد پر
ہنس کر
جی لیتے ہیں
سب کچھ

سہہ لیتے ہیں

تا کہ ہم!

اپنی آزادی اور خودمختاری کی جنگ جیتیں

جو زندگی کا اصل

حاصل و مقصد ہے۔

تضاد

وہ لوگ!
اپنے علم کی تاریکی سے،
جہالت پھیلاتے ہیں،
جو لوگ!
دوسروں کی سادگی سے،
اپنے جسم کے لئے!
قبائے مُشرف بناتے ہیں
لوگوں کی معصومیت سے
اپنے سر پر،
تاجِ عظمت سجاتے ہیں
وہ لوگ!
سفیدی پھری قبروں کی مانند،

باہر سے صاف نظر آتے ہیں،

لیکن اندر سے

گلی سڑی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوتے ہیں،

جن سے،

بُو آتی ہے۔

انسان کی بات کریں

خدا کی بات کر چکے ہیں بہت

آؤ اب،

انساں کی بات کریں

من و سلویٰ کا

دور گذر گیا،

آؤ اب،

کام کرنے کی بات کریں

دُودھ سے قبریں

پھر دھونا

بھوک سے مرتے

بچوں کی بات کریں۔

رِشتے

کچّی عمر کے رِشتے
نبھانے نہیں
بُھلا دیئے جاتے ہیں
تا کہ
ہمارے فطری ارتقاء میں
رکاوٹ نہ بنیں
اور
ہم کہیں رُک نہ جائیں
حالات سے مجبور ہو کر
جھک نہ جائیں
کیونکہ!
زندگی آگے بڑھتی ہے
ہر لحظہ!
اور ہم

کھل کر جینے کی آرزو لے کر

اپنے مقاصد

اپنے پیار

اپنی ترجیحات

اپنے خواب

تبدیل کرتے ہیں

نئے نئے خواب دیکھتے ہیں

یوں زندگی!

خوب سے خوب تر کی تلاش و جستجو میں

اُلجھتی سلجھتی

مچلتی، بپھرتی

آگے بڑھتی

رفعتِ مقاصد کو

چُھو کر

اپنی آزادی

برقرار رکھتی ہے

پُھول، خوشبو اور ہوا بن کر

ہمیں

سرشار رکھتی ہے۔

اعتدال

حقیقت کے اظہار میں
اعتدال سے کام لینا
آدھا سچ کہنا ہے
جو زہر بن کر
ہماری زندگی کو
زہر
کر دیتا ہے
اور ہم
منافقت کا
شکار ہو کر
خود سے
بیزار ہو کر
کچھ کر نہیں پاتے ہیں
یوں بے مقصد
مر جاتے ہیں۔

خُود یقینی

اے میرے بیٹے تُو

غریب ہو کر بھی

صاحبِ ایماں رہنا

غصے میں

صبر کرنا

شکست میں

ثابت قدم رہنا

خوف و خطر میں

حوصلہ رکھنا

جب دولت تمہاری باندی ہو تو

سادہ مزاج رکھنا

صاحبِ اختیار ہو کر بھی

خوش مزاج رہنا

جب ساری دُنیا

مخالف ہوتو

اپنے فیصلوں پر

فخر کرنا

خود پر

یقیں رکھنا

ہجوم کے ساتھ نہیں

الگ چلنا

کشادہ دروازے سے نہیں

تنگ دروازے سے

داخل ہونا

تقلید نہیں

تخلیق کرنا

خوفِ خدا رکھنا

اپنی کوششوں پر

یقیں رکھنا

اپنی آزادی اور خود مختاری کی

جنگ لڑنا

یوں زندگی میں

رنگ بھرنا

اُونچا اُڑنے کی

اُمنگ رکھنا۔

میں دہریا ہوں

ہاں میں دہریا ہوں
کیونکہ میں
مانتا ہوں کہ
کوئی خدا نہیں
سوائے ایک خدا کے
ہاں میں
خدا کا انکار کرتا ہوں
اپنے ہونے کا اظہار کرتا ہوں
میں انکار کرتا ہوں
اُس خدا کا
جس کا
تمام نبیوں نے انکار کیا
میں انکار کرتا ہوں
اُس خدا کا

جو اپنے تحفظ کے لئے
جنگ و جدل
قتل و غارت
ظلم و جبر کو
جائز قرار دیتا ہے
میں انکار کرتا ہوں
اُس خدا کا
جس کی مرضی کے بغیر
پتا بھی نہیں ہلتا
میں انکار کرتا ہوں
اُس خدا کا
جو معاشرتی ناہمنوائیوں
اور تفریق کو
مقدس قرار دیتا ہے
میں انکار کرتا ہوں
اُس خدا کا
جو پنڈتوں، مولویوں اور پادریوں کا خدا ہے
جو نفرتیں پھیلاتا
اور محبتوں کا قاتل ہے

جو دیواریں کھڑی کرتا

اور فتوے صادر کرتا ہے

ہاں میں انکار کرتا ہوں

اُس خدا کا

جو امیروں پر فضل

اور

غریبوں پر لعنت بھیجتا ہے

ہاں میں انکار کرتا ہوں

اُس خدا کا

جو حادثاتِ زندگی اور بیماریوں کی وجہ بن کر

انسانوں کو

مجبور اور بے عمل کرتا ہے

ہاں میں

انکار کرتا ہوں

اُس خدا کا

جو دو متضاد راستوں میں

چناؤ دے کر

مشروط آزادی دیتا ہے

جو مجھے

دوزخ کی آگ سے
خوف زدہ کر کے
اور
جنت کا لالچ دے کر
اپنی بندگی کرواتا ہے
جو
رشوت لے کر
عدل و انصاف کے تقاضوں کو
بُھول جاتا ہے
ہاں میں انکار کرتا ہوں
جھوٹ کے خدا کا
جو آج مسندِ عدالت ہے
ہاں میں
انکار کرتا ہوں
دولت کے خدا کا
جو دولت مندوں کی طاقت بن کر
کمزور اور غریبوں کا استحصال کرتا ہے
جو بنک مندر میں
سوچا اور پُوجا جاتا ہے

ہاں میں
انکار کرتا ہوں
طاقت اور اقتدار کے خدا کا
جو حاکمِ وقت کی
پُشت پناہی کرتا ہے
جس کے نام پر
تاریخ کا
ہر باب ہر صفحہ
خُون آلودہ ہے
ہاں میں اِنکار کرتا ہوں
اُس خدا کا
جو
خیرات، سخاوت، رحم اور مدد کو
کارِ ثواب
قرار دیتا ہے
لیکن
عدل وانصاف
حقوق وفرائض
عزتِ نفس

خودداری اور

خود یقینی کے

تقاضوں کو بھلا دیتا ہے

ہاں میں مانتا ہوں

اُس خدا کو

جو

حق، انصاف، محبت، آزادی

اور امن کا خدا ہے

جو عدل و انصاف

اور امن کے

عمل میں

جانا جاتا ہے

جس کا سورج

نیک و بد، کافر و مومن

پر یکساں

چمکتا ہے

جو

ننانوے راستبازوں کو چھوڑ کر

ایک گنہگار کی تلاش کرتا ہے

جس نے میرا نام
اپنی ہتھیلی پر کھود رکھا ہے
جو میرے پیدا ہونے سے پہلے
میری
خوراک تیار کرتا ہے
جو میری تقدیر کا کاتب نہیں
بلکہ
مجھے اپنی تقدیر کا
خود کاتب بننے کا
حکم دیتا ہے
جو
مجھے مکمل آزادی دے کر
میری تربیت کرتا ہے
جو کائنات کے ہر ذرے میں
دِل بن کر دھڑکتا ہے
جو
حادثاتِ زندگی میں
مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے
جو

مزاحمت بڑھا کے

میرے حوصلے بڑھاتا ہے

جو

مجھے تقلید نہیں

تخلیق کا حکم دیتا ہے

جو

ظلم کی ہر شکل

مٹانے کے لئے

فرعون کے خلاف

حضرت موسیٰ کو

کھڑا کرتا ہے

جو

خدا اور شریعت کے نام پر

ظلم و جبر اور استحصال کی

بُنیاد پر

قائم نظامِ حیات،

محبتوں کی قاتل دُنیا کو

ریزہ ریزہ کرنے اور

ہیکل کے تقدس کو بچانے کے لئے

یُسوع کے ہاتھ میں
کوڑا دیتا ہے
ہاں میں
مانتا ہوں
صرف ایک خدا کو
جو
مجھے ہر خوف سے آزاد کرتا ہے
ہزار سجدوں سے رہا کرتا ہے۔

ہم دیکھیں گے

شبِ ظلمت سے
نکلتا،
چاند دیکھیں گے
ہر آنگن میں
اُترتا
چاند دیکھیں گے
نئی صبح
نئی دُنیا
نیا سماج دیکھیں گے
خلقِ خدا کا
راج دیکھیں گے
ہر ہاتھ میں
چراغ دیکھیں گے

مظلوم کے
قدموں کو
چلنے کی
ادا آئے گی
آلام کا
دَم توڑنے
پُرنُور
فضا آئے گی
راکھ کے ڈھیر سے
ایک چنگاری
جنگل میں
آگ لگائے گی
سُوکھی شاخوں میں
غُنچے پھوٹیں گے
دِن بہار کے
ہم دیکھیں گے۔

ادراک

دِل کے مَنطق کا

جب،

ادراک ہوتا ہے

فیصلہ بے یقینی سے

پاک ہوتا ہے

عقل و دِل میں سے

کسی ایک پہ

زور

صحتِ فکر ونظر

کے لئے

خطرناک ہوتا ہے۔

حُسن و جمال

جب تلک نہ
کسی فرعون سے
واسطہ پڑے
نکھرتا نہیں عاصؔر
زندگی کا
حُسن و جمال

جہاد

برسرِ پیکار ہوں
اُن رویوں کے خلاف
جو
انسان کو استعمال کی
چیز سمجھتے ہیں
وہ انسان
جو معیار ہے
تمام معیاروں کا
اُس انسان کو
بہت حقیر سمجھتے ہیں۔

تبدیلی

چہروں کے
بدل جانے سے
کچھ
تبدیل نہیں ہوتا
پہرے داروں پہ
پہرے دار بٹھانے سے
کچھ
تبدیل نہیں ہوتا
ڈاکو
چوروں کا
احتساب کریں تو
کچھ
تبدیل نہیں ہوتا
جب تلک نہ عناصر
تبدیل رویے ہوں
تبدیل کچھ نہیں ہوتا۔

رشوت

رشوت
حق دار کا حق
چھین لیتی ہے
انسان کا ضمیر
خرید لیتی ہے
ملک وقوم کے مفاد کو
داؤ پہ لگا دیتی ہے
عادل کے ترازو کو
ایک طرف جُھکا دیتی ہے
سزا کے مستحق کو
چُھڑا لیتی ہے
اور بے گناہ کو
پھانسی چڑھا دیتی ہے

ہر نا جائز کام کو

جائز کر دیتی ہے

نا اہلوں کو اہلوں کی جگہ

فائز کر دیتی ہے

رشوت

انسانی قدروں کی

قاتل ہے

رشوت

ہر شکل میں

باطل ہے

رشوت لینے سے بڑا

کوئی گناہ نہیں

رشوت دینے کی کیوں؟

کوئی سزا نہیں

رشوت

آج

مسندِ عدالت ہے!

رشوت

ہماری

بربادی کی دلالت ہے

رشوت لینے اور دینے سے

آؤ

اجتناب کریں

اپنے اپنے گریباں کا

آؤ

احتساب کریں

رشوت

لینا کونسا مذہب سکھاتا ہے

رشوت

لینا پھر کیوں؟

ہم سب کا خاصا ہے

رشوت

کھانا حرام کھانا ہے

پھر بھی

رشوت کا زمانہ ہے۔

عورت

عورت نے اَزل سے
مرد کو سنوارا ہے
تحریک اور خواب دے کر
نِکھارا ہے
عورت ہر روپ میں
مرد کی طاقت ہے
حُسن اس کا ہر طرح
راحت ہے
مشکلوں میں سُکھ سب
اس سے ہیں
خواہشوں کے رنگ سب
اس سے ہیں
لذتِ پیکار کا نشہ
اس سے ہے
منزلِ مقصود کا پتہ
اس سے ہے۔

آرزو

اُس ایک لمحے کی آرزو ہے
جو مجھے خود سے ہمکنار کردے
جس پر میں، پوری زندگی قربان کردوں

یہ آرزو،
مجھے رواں دواں رکھتی ہے
ہر لحظہ جواں رکھتی ہے
جب تلک یہ آرزو باقی ہے
میرے جسم میں جاں باقی ہے
ایسی آرزو کو،
منزلوں پر یقیں نہیں
راحتوں پر ایماں نہیں

یہ آرزو،
کوششِ ناتمام سے عبارت ہے
اور کوششِ ناتمام،
حیاتِ جاوداں کی زمانت ہے۔

پسرِ ارجمند

کون ہوگا

خدا کی بادشاہت کا

فرزند

اس دھرتی کا

باعمل

پسرِ ارجمند

جو

اُٹھائے گا

اپنے عہد کی صلیب

فکر

جس کی ہوگی

نئے عہد کی نقیب

جو

نئے دور کی
بشارت دے گا
جو
انقلاب کی
ضمانت دے گا

تقدیر

کوئی تقدیر
کوئی کاتبِ تقدیر نہیں
میرے ہاتھوں میں
مُقدر کی لکیر نہیں
میں خلیفہ ہوں
کوئی فقیر نہیں
میرے پاؤں میں
کوئی زنجیر نہیں
میری کوئی ایک
تفسیر نہیں
میری فطرت میں خودمختاری ہے
میرے عمل میں آزادی ہے
کسی طور میں
مجبور نہیں

کسی جنت کی میں
حُور نہیں
جس کی کوئی مرضی نہیں
جس کی کوئی اِچھا نہیں
میری تخلیق،
تخلیقِ مسلسل ہے
میرے بحر میں
ہمیشہ ہلچل ہے
ہر لحظہ میں بدلتا ہُوں
ہر لمحہ آگے بڑھتا ہوں
مجھے سکوں سے
کوئی کام نہیں
میرے گُماں میں
کوئی انجام نہیں
میں اپنے وقت کا موسیٰ ہوں
ہر ظالم سے ٹکراؤں گا
میں اپنے دور کا عیسیٰ ہوں
میں اپنی صلیب اٹھاؤں گا
یُوں اپنی تقدیر بناؤں گا

میں زندگی کا تاج پاؤں گا
کوئی تقدیر
کوئی کاتبِ تقدیر نہیں
میرے مقدر میں لکھی
کوئی جاگیر نہیں
میرے لئے بنی
کوئی ہیر نہیں
مجھے اپنی کوششوں پہ یقیں ہے
جو
حیاتِ جاوداں کا امیں ہے
گر میری کوئی
تقدیر ہوتی
میری پہچان نہ
تدبیر ہُوتی
میں اپنے اَچھے بُرے کا
خالق ہوں
میں اپنی مرضی کا
مالک بنوں
یُوں اپنی تقدیر کا
کاتب ہوں۔

کڑوا سچ

اگر تم کسی سے
پیار کرتے ہو
تو
اُسے آزاد چھوڑ دو
اگر وہ واپس
تمہارے پاس آئے
تو
وہ تمہارا تھا
اگر واپس نہ آئے
تو
وہ کبھی تمہارا نہ تھا۔

گرنے سے پہلے

اے میرے بیٹے!
میں یہ چاہتا ہوں کہ تُو
میرے گرنے سے پہلے
اپنے پاؤں پہ
کھڑا ہو جائے
چاند ستارا ہو جائے
دُنیا کا نُور ہو جائے
وقت تمہارا ہو جائے
جہاں تمہارا ہو جائے
اور
تو
اتنا بڑا ہو جائے
کہ
سب کا ہو جائے۔

مزاحمت

میری آسانیاں داشوار کرو
کہ!
میں لذتِ پیکار سے ہمکنار ہو جاؤں
مجھے آگ میں پھینکو
کہ!
میں آگ ہو جاؤں
میری راہ سے اشجار کاٹو کہ
میں آسمان ہو جاؤں
میرے بحر میں طوفان لاؤ کہ
میں اضطراب ہو جاؤں
مخالف ہوائیں چلاؤ کہ
میں ثابت قدم ہو جاؤں
پھر کربلا لگاؤ کہ
میں حسین ہو جاؤں
دار و صلیب سے پابندیاں اٹھاؤ کہ
میں مسیحِ مصلوب ہو جاؤں۔

معیار

میرا معیار الگ ہے کہ میں
اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں
اپنے کانوں سے سنتا ہوں
تائید نہیں
تقلید نہیں
تخلیق کرتا ہوں
سچ کہتا ہوں
سچ جیتا ہوں

دوزخ

دوزخ کیا ہے؟
ایک حالت ہے
ایک احساس ہے
بطور انسان
مکمل ناکامی کا
کچھ نہ کرنے کا
بے خواب،
بے آرزو،
جینے کا
اپنے شعور کی آگ میں جلنے کا
اپنی ذمے داری
نہ نبھانے کا
واپسی کی راہ نہ ملنے کا
دوزخ کیا ہے؟
ایک اہم موڑ ہے

واپس لوٹنے کا

سخت دِل کے پگھلنے کا

اپنے رَب سے ملنے کا

بہتر انسان بننے کا

بہتر کچھ کرنے کا

گر کر سنبھلنے کا

دوزخ کیا ہے؟

کوئی آگ کا دریا نہیں

کوئی آگ کا طوفاں نہیں

کوئی جگہ نہیں

جس سے کوئی

واپسی کا امکاں نہیں،

یہ ایک عمل ہے

یہ ایک حادثہ ہے

جو مسلسل ہوتا رہتا ہے

شعور کی پختگی کے لئے

انسان کی تربیت کے لئے

جو

لاانتہا

اور بامُدعا ہے۔

جنت کیا ہے؟

جنت کیا ہے؟
لذتِ پیکار کا نشہ ہے
فتح ونصرت کا لمحہ ہے
بدی کی قوتوں کے خلاف
متضاد راستوں کے خلاف
مشکلوں اور رکاوٹوں کے خلاف
یہ وہ لمحہ ہے
جس میں
انسان آگے بڑھتا ہے
اپنے خدا کی طرف
اپنی انفرادیت قائم رکھے
اپنے تشخص
اور اپنی پہچان کے لئے
اپنی آزادی
اور
حیاتِ جاوداں کے لئے۔

فضلِ ربی

یہ کام
یہ حرکت
یہ جوشِ جوانی
یہی فضلِ ربی
یہی زندگانی
یہ عالمِ امکاں ہی
عالمِ فضل ہے
اَلگ اِس کی نہیں
کوئی کہانی۔

ہم

ہم کسی طور
حالات کی
تخلیق نہیں عاصؔر
ہم ہر حال میں
حالات کو
تخلیق کرتے ہیں

وقت لمحوں کی زنجیر نہیں

وقت لمحوں کی زنجیر نہیں
وقت صبح و شام کی تقسیم نہیں
وقت میں ہوں
وقت تم ہو
وقت ہم ہیں
تاریخی شعور کے ساتھ
فیصلہ کیے
اپنی ذمے داری نبھانے کا
مخالف قوتوں سے ٹکرانے کا
بدی کی ہر شکل مٹانے کا
وقت کے فرعون سے ٹکرانے کا
وقت زندگی اور ضمیر کی طرح
وہ وجود ہے کہ

جس سے

کل حقیقت

بدلتی، بڑھتی اور چلتی ہے ہر لحظہ

دیکھے، سوچے، سمجھے انجانے کل کی طرف

یہ عمل

تخلیقی، اصلی اور نئی زندگی کی،

ضمانت اور بشارت ہے

اور

زندگی، تخلیق، تغیر

اور

اضطراب و ہلچل سے

عبارت ہے

وقت، زندگی، آزادی

اور

عمل کی

حرارت ہے۔

زندگی ہو تو زندگی کی قدر کرو

وقت زندگی ہے تو

پھر کیوں؟

ہم وقت کی قدر نہیں کرتے

وقت ایک دوسرے کی نذر نہیں کرتے

ساتھ رہ کر بھی الگ رہتے ہیں

ایک چھت کے نیچے بھی دور رہتے ہیں

اپنی پسند کی چیز ٹوٹ جائے تو لڑتے ہیں

کوئی چیز نہ ملے تو جھگڑتے ہیں

اپنی ذات کے تحفظ کے لئے

کیوں؟

ایک دوسرے کو کچلتے ہیں

اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے

کیوں؟

دوسرے کو استعمال کرتے ہیں

ایک دوسرے سے پیار کرنے کی بجائے

کیوں؟

چیزوں سے پیار کرتے ہیں

اپنی غلط فہمیوں کی بقاء کے لئے

ایک آنکھ سے کیوں؟

دیکھتے ہیں

اپنے نظریات کی جنگ لڑتے

کیوں؟

ایک دوسرے کی نہیں سنتے ہیں

ایسا کر کے ہم عاصر

زندگی کو برباد کرتے ہیں

زندگی کی قدر و قیمت

اُن سے پوچھو،

ہر لحظہ جو

اپنی بقاء کی جنگ لڑتے

موت کی طرف بڑھتے ہیں

وہ دُعا مانگتے ہیں کہ

کاش

ہمیں

چند لمحے، دِن یا سال

مل جائیں

اور ہم

اپنے خوابوں کی تعبیر

اپنے منصوبوں کی

تکمیل کر سکیں

اپنے بچوں کی خوشیاں

دیکھ سکیں

اور ادھوری ذمے داریاں

پوری کر سکیں

اپنے جیون ساتھی کو

کچھ وقت دے سکیں

زندگی ہر پل

اکٹھے جی سکیں،

لیکن!

وقت ساتھ نہیں دیتا

وقت ہاتھ نہیں آتا

وقت ہو تو وقت کی

قدر کرو

زندگی ہو تو

زندگی کی خواہش کرو

وقت کی جو قدر کرتے ہیں

وقت کے خدا بنتے ہیں

اپنوں کو خواب

دیکھنے دو

اُن کے خوابوں کو

پورا کرنے کے لئے

کوششِ ناتمام کرو

خواب دیکھیں گے تو

انقلاب آئے گا

خواب جئیں گے تو

شباب آئے گا

چیزوں کو استعمال کرو

انسانوں سے پیار کرو

نفرتوں کا ہر کھیت جلا دو

محبتوں کا جہاں بسا لو

چیز ٹوٹ جائے تو

خریدی جا سکتی ہے

کھو جائے تو

ڈھونڈی جا سکتی ہے

وقت گذر گیا

تو واپس نہیں آئے گا

دل ٹوٹ گیا تو

جُڑ نہیں پائے گا

زندگی کی خوبصورتی کو

محسوس کریں

ہر لمحہ ایک دوسرے کا

احساس کریں

[illegible]

تیرے ہیں

مشکلوں میں سکھ سنگ

تیرے ہیں

آؤ

آج پھر

اپنے وعدوں کی تجدید کریں

پرانے رشتوں کو جدید کریں

اپنی اپنی انفرادیت کو

قائم رکھے

ایک دوسرے کے لئے جینے کی

کوششِ ناتمام کریں

زندگی نام ہے بڑھاؤ کا

اُلجھ کر سلجھاؤ کا

بات بات پہ لڑائی کیسی؟

زندگی کو ضائع کرنے کی

رَوش کیسی؟

آؤ اپنے رویوں کو بدل ڈالیں

چاند ستاروں پہ کمند ڈالیں

ایک دوسرے کو اتنا چاہیں کہ

اپنی چاہت کو

اَمر کر ڈالیں

ہاتھوں میں ہاتھ لے کر

قدم سے قدم

ملا کر

آگے بڑھیں

ایک دوسرے کی

خامیوں کے ساتھ

ایک دوسرے کی

خوبیوں کے ساتھ

ایک دوسرے کو پیار کریں

تیرے بِن میں ادھورا ہوں

میرے بِن تُو ادھوری ہے

آؤ ایک دل ہو کر

ایک رُوح ہو کر

ایک دوسرے کو مکمل کریں

تا کہ میں،

میں نہ رہوں

تُو

تُو نہ رہے

لیکن!

اپنا اپنا تشخص

قائم رہے

اختلاف قائم رہے

اپنی اپنی رائے کا اظہار

قائم رہے

میں اپنی آنکھ سے دیکھوں

تُو اپنی آنکھ سے دیکھے

میں اپنے کان سے سُنوں

تُو اپنے کان سے سُنے

لیکن!

مقصد ایک رہے

منزل ایک رہے

خدا ایک رہے

ایمان ایک رہے

پیار ایک رہے

اظہار ایک رہے

کیونکہ!

ہم وہ بنتے ہیں
جو مانتے ہیں
وہ کرتے ہیں
جو ہوتے ہیں
آؤ ہم
بگڑ کر بنتے رہیں
اُلجھ کر سلجھتے رہیں
لڑتے جھگڑتے رہیں
گِر گِر اٹھتے رہیں
آگے بڑھتے رہیں
پیار کرتے رہیں
دُکھ سُکھ بانٹتے رہیں
یوں زندگی کرتے رہیں۔

کائنات

کائنات خدا کی
محبت کا کرشمہ ہے
علم و حکمت کا معجزہ ہے
خدا ہر چیز میں
ہر ذرّے میں
زندگی بن کر
رُوح بن کر
دِل بن کر
دھڑکتا ہے
لیکن!
کوئی چیز
کوئی ذرہ
ہرگز خدا نہیں

جُدا بھی نہیں

ایک بھی نہیں

خدا ہر چیز کے

وجود کی

زندگی کی

وجہ اور مقصد ہے

ہر چیز خدا کے وجود سے حاملہ ہے

ہر ذرّے میں چمکتی قدرتِ کاملہ ہے

پھر بھی!

کائنات مکمل

اور

ختم حقیقت نہیں

بلکہ ہر لحظہ!

تبدیل ہو رہی ہے

تخلیق ہو رہی ہے

مکمل ہو رہی ہے

آگے بڑھ رہی ہے

اُلجھ رہی ہے

سُلجھ رہی ہے
کائنات کی کوئی تقدیر نہیں
نظم وضبط کی کوئی تصویر نہیں
دائرہ میں کھینچی
کوئی لکیر نہیں
اتحاد کی کوئی
زنجیر نہیں
کائنات اُلجھاؤ
اور
جدت سے عبارت ہے
رِشتوں کی واحدت ہے
اتحاد کی دعوت ہے
سکوں سے بغاوت ہے
ہر طرف حرارت ہے
کثرت میں واحدت ہے
واحدت میں شراکت ہے
کائنات ہمیں
تخلیق کرتی ہے

ہم کائنات کو
تخلیق کرتے ہیں
خدا ہمیں
تخلیق کرتا ہے
ہم خدا کو
تخلیق کرتے ہیں
ہم میں جدائی ممکن نہیں
ہم بن خدائی ممکن نہیں
رشتے بڑھ رہے ہیں
کل ہو رہے ہیں
یہ سفر!
لاانتہا ہے
لیکن
بامُدعا ہے۔

خدا

اگر خدا مکمل

اور لاتبدیل ہے تو؟

اگر خدا دُور کہیں دُور

آسماں پر ہے تو؟

ہم انساں جو

تبدیل ہو رہے ہیں

خود کو مسلسل تخلیق کر رہے ہیں

کیسے؟

خدا کے اوصاف کا تسلسل ہو سکتے ہیں

جو

مکمل اور لاتبدیل ہے

خدا اپنی ذات میں

مکمل اور لاتبدیل سہی عاصؔر

اپنے رشتوں میں

تبدیل ہو رہا ہے

اور

تبدیلی کمی کی نہیں

زندگی کی علامت ہے

اور

خدا ہر چیز کے دل میں

زندگی بن کر

تبدیل ہو رہا ہے

دھڑک رہا ہے

مکمل ہو رہا ہے

وہ کائنات اور انسان کے

ساتھ اور الگ ہو کر بھی

اُن کے ساتھ

ایک ہو رہا ہے

بائبل کا خدا

تبدیلی کا خدا ہے

جو

کائنات کو مسلسل

تخلیق کرنے

اور

تبدیل کرنے والا خدا ہے

وہ رشتوں کو نبھانے

اور اپنے عہد کو

پورا کرنے والا خدا ہے

وہ مظلوموں کو چھڑانے کے لئے

زمیں پر اترنے والا خدا ہے

وہ محبت کرنے

والا خدا ہے

وہ دُور کہیں دُور آسماں پر نہیں

زمیں پر رہنے والا خدا ہے

وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب

ہم میں بسنے والا خدا ہے

خدا ہمارے تخلیقی کاموں

ہمارے گرد و پیش رونما

ہونے والے واقعات

ہماری زندگی میں ہونے والے حادثات

میں

اپنی ذات کا اظہار کر رہا ہے

ہم سے مضبوط رشتے

اُستوار کر رہا ہے

ہم اپنے خدا کے اوصاف کا تسلسل ہیں

کیونکہ ہم

خدا اور کائنات سے استوار رشتوں کو

جی رہے ہیں

اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں

تخلیق کر رہے ہیں

تبدیل ہو رہے ہیں

اپنے تخلیقی کاموں، دریافتوں، کامیابیوں

اُونچی اُڑانوں، ایجادوں اور

اپنی چاہتوں سے

اپنے خوابوں سے

اپنے خدا کے اوصاف کا

تسلسل بننے کی آرزو میں

ارتقاء کا

سفر کر رہے ہیں

سچ، انصاف

آزادی، محبت

اَمن اور اتحاد

جو خدا کے اوصاف ہیں

جینے کی

کوششِ ناتمام کر رہے ہیں

یوں زندگی سے

رشتے استوار کر رہے ہیں

اور

زندگی جو

خدا کی ذات کا مکاشفہ ہے

اُسے جاننے کا راستہ ہے

جب تبدیل ہو رہی ہے

تو خدا بھی تبدیل ہو رہا ہے

کیونکہ!

اگر تاریخ میں

خدا کے کام

کوئی تاریخ نہیں لکھتے

اگر کائنات اور انسان میں

رونما ہونے والی تبدیلیاں

انسانیت کے بدن پر لگے زخم

استحصال کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسان

بھوک سے بلکتے بچے

قادرِ مُطلق خدا کے

دل کو نہیں گرماتے

اُسے نہیں تڑپاتے

اُسے نہیں رولاتے

تو ہم

بائبل کے خدا کو نہیں

کسی مندر میں پڑے بُت کو مانتے ہیں

جو!

نہ سنتا، نہ بولتا، نہ محسوس کرتا

نہ دیکھتا اور نہ تبدیل ہوتا ہے

وہ خدا نہیں پتھر کا مجسمہ ہے۔

مکافاتِ عمل

جب کسی قوم کی
قوتِ تخلیق ختم ہو جائے
جوشِ عمل کا جذبہ بھسم ہو جائے
حق کی بے ٹوک تحقیق و جستجو
الحاد اور مذہب کی نذر ہو جائے
پُرخطر راستوں کے خوف سے
منزل کی لگن سرد ہو جائے
زندگی جو تخلیق ہے ہر لحظہ
رسومات کی پابند ہو جائے
عدل و انصاف اور قانون
چند سِکوں کے عوض رُسوا ہو جائے
روایت پرستی کی حکومت ہو
آزاد خیالی گھٹن کی شکار ہو جائے
مُردے زندوں پر حکومت کریں
اور علم و ہنر کی تڑپ ختم ہو جائے

تحقیق و جستجو اور ایجادات کرنے کی بجائے

پرانی کتابوں کی شرح لکھی جائے

تو وہ قوم!

ہر لحظہ

موت کی طرف بڑھتے

آخر

صفحۂ ہستی سے

مِٹ جاتی ہے

اپنے ہاتھوں سے

اپنا گلا دبا کر

خودکشی کر لیتی ہے

اور کوئی

دوسری قوم

اپنا کردار ادا کرنے کے لئے

خود سے وفا کرنے کے لئے

منظر عام پر

آ جاتی ہے

ہر طرف

چھا جاتی ہے۔

آدم حوا اور جنت

کوئی خواہش

کوئی آرزو

کوئی تمنا نہ تھی

سوز و ساز

درد و داغ کی

دُنیا نہ تھی

اپنے ماحول سے بے خبر

بے بال و پَر

کوئی ضرورت

کوئی خواب

کوئی ہلچل

کوئی کمی نہ تھی

ایک دن، ابلیس نے

اسے کہا!

کب تلک یُوں

تائید کرے گا

کب تلک یُوں

تقلید کرے گا

اپنی راہوں پر

چلنا سیکھ

اپنی ٹانگوں سے

بھاگنا سیکھ

آسماں کو بھی

پکڑنا سیکھ

کھول آنکھ

نیا جہاں دیکھ

بہتر کل کے

امکاں دیکھ

خود کو جانے گا

تو اَمر ہو جائے گا

فیصلہ بہت مشکل تھا

مشورہ ضروری تھا

آدم آؤ

ہم اَمر ہو جائیں

اپنے پیار سے اپنا

گھر بنائیں

ہر مشکل میں

ساتھ نبھائیں

اپنی نسل کو

آگے بڑھائیں

یوں ہم!

اَمر ہو جائیں

یہ ایک تحریک تھی

دعوت تھی

کچھ کرنے کی چاہت تھی

کچھ بننے کی دعوت تھی

سکوں سے اکتاہٹ

تبدیلی کی چاہت تھی

یہ کوئی اخلاقی پستی نہ تھی

یہ کوئی کمزور ہستی نہ تھی

یہ حوا تھی عورت تھی

اپنے مرد کی طاقت تھی

آرزوؤں کے بحر میں

تلاطم اُٹھا!

خواہشوں کا اک جہاں

مچلنے لگا!

ضرورتوں کی دُنیا

اُبھرنے لگی

زندگی بھی رنگیں پھر

لگنے لگی

متضاد راستوں میں

چناؤ تھا

اپنی ذات سے

ٹکراؤ تھا

آزاد مرضی سے

فیصلہ کیا اُس نے

آزاد مرضی سے اپنا

راستہ لیا اُس نے
آزادمرضی کی قیمت
چکادی اُس نے
اپنے خوابوں کی جنت
ٹھکرادی اُس نے
عالمِ فضل سے
انسان نکالا گیا
عالمِ امکان میں
انسان ڈالا گیا
یہ سزا نہیں
خدا کی رحمت تھی
یہ خطا نہیں
انسان کی طاقت تھی
خدا کی نظروں میں
انسان بالغ ہوا
اپنی دُنیا بسانے کے
قابل ہوا
انساں کی خواہشوں کی

تکمیل ہوئی

ایک مضبوط انسان کی

تشکیل ہوئی

اپنی مرضی کا انسان

مالک ہوا

اچھائی برائی سے انسان

واقف ہوا

یُوں آگے بڑھنے کے

قابل ہوا

بُوجھ اپنا اٹھانے کے

قابل ہوا

ابلیس

ابلیس کون ہے
ایک وسیلہ ہے
انسان کی تربیت کا طریقہ ہے
فلسفہء مزاحمت کی علامت ہے
اہلِ دِل کے لئے رحمت ہے
مضبوط انسان کی
تشکیل کرتا ہے
اضطراب کی لہریں
اٹھاتا ہے
مخالف ہوائیں
چلاتا ہے
خواہشوں کو بڑھاتا ہے
خواب دِکھاتا ہے
آگ سے کھیلنے کے

طریقے سکھاتا ہے
موت سے اُلجھنے کے
بہانے بناتا ہے
گِر کر اُٹھنے کے
راز بتاتا ہے
زندگی کو حسیں
اور
رنگیں بناتا ہے
یہ کہیں اور نہیں
تیرے دِل میں
رہتا ہے
کانٹے بُوتا ہے
پُھول اُگتے ہیں
بُرا چاہتا ہے
بھلا ہوتا ہے
عاصؔر اس کی
صُحبت میں
آدمی
انسان بنتا ہے۔

اے خدا

اے خدا
زمیں پہ اُتر آ
ظلم حد سے بڑھ گیا
موسیٰ
مجھے بنا۔

گھر

محبتوں اور ناہمواریوں کا
سنگھم ہے
گھر تیری میری چاہتوں کا
مندر ہے
گھر کی ہر چیز میں
جلوہ افروز ہے تو
میری کائنات
تیرے دَم سے سُندر ہے۔

فاصلہ

اِک مسکراہٹ کا
فاصلہ ہے
دَوا جنبی
انسانوں میں
اِک اعتماد کا
رِشتہ ہے
دو پیار کے
دیوانوں میں
فرق احساس
کا ہے عاصؔر
اپنوں اور بیگانوں میں۔

بدل رہا ہوں

بدل رہا ہوں اِس
رفتار کے ساتھ
نہ دیکھ مجھے اُس
معیار کے ساتھ
زندگی ارتقاء سے
عبارت ہے
نہ ٹکرا بدلتی
اقدار کے ساتھ۔

مفاہمت

زندگی
کسی طور
مفاہمت نہیں کرتی
ماحول کے ساتھ
ماحول
بدل دیتی ہے
اپنے مقاصد کے لئے

توقع نہ کر

اپنے پاؤں سے
بھاگنے والوں کو
اُنگلی پکڑ کر
چلنا نہیں آتا
مُجھ سے مفاہمت کی
توقع نہ کر
مجھے کسی طور
جُھکنا نہیں آتا۔

فتح وشکست

زندگی کوششوں سے
عبارت ہے
فتح وشکست
اس کا
انجام نہیں
زندگی ہر لحظہ
مقاصد بدلتی ہے
آرام وسکوں سے
اس کو
کام نہیں
زندگی اپنی
تمام تر
تلخیوں کے
باوجود عاصرؔ
کائنات کی

سب سے
دلکش
حقیقت ہے
لیکن!
ہم نے
زندگی کو
پابند کر
دیا ہے
مذہب اور ثقافت میں
بند کر دیا ہے
جبکہ
زندگی نام ہے
با مقصد
تخلیق کا
قدرومعنی
جستجو
اور
تحقیق کا۔

جو مزا تُجھے چاہنے میں ہے

جو مزا
تُجھے چاہنے میں ہے
وہ مزا
تُجھے پانے میں نہیں
جو سکون
دینے میں ہے
وہ لینے میں نہیں
جو عظمت
معاف کرنے میں ہے
وہ بدلہ
لینے میں نہیں
جو لُطف
روٹھ جانے میں ہے
وہ منانے میں نہیں

تُم میری زندگی ہو

میں صرف
تمہارے خواب دیکھتا ہوں
میں صرف
تُمہیں سوچتا ہوں
میری کوششوں کی
وجہ تم ہو
میری سوچوں کا
مرکز تم ہو
میرے سجدوں کا
عنواں تم ہو
میں صرف
تمہیں مانگتا ہوں
تم میری طاقت ہو
تم میری چاہت ہو
صرف تم
میری زندگی ہو

فضل اور کوشش

جب انسان
اپنی کوششوں کی
انتہا کر دیتا ہے
پھر خدا
اپنے فضل کی
ابتدا کر دیتا ہے
ہاتھوں پہ
ہاتھ رکھے
فضلِ رَبی کی
دُعا نہ کرو
بے ہمتوں کو
وہ ہستی سے
فنا کر دیتا ہے

سچ عزیز ہے

مُجھے تُم سے
بہت پیار ہے
لیکن!
سچ عزیز ہے مُجھے
تُم سے زیادہ
مُجھ سے
وفا کی اُمید نہ رکھنا
خود کو
دھوکا دینے کا
کیا فائدہ؟
تُمہیں بھولنے کی
کوشش کریں گے
نہ کوئی قسم
نہ کوئی وعدہ

شُعور

تیرا شُعور
تیری اصل
پہچان ہے عاصؔر
تیرا وجود
تیری فِکر
تیرا عمل
تیرا حوالہ ہے
تیرے خوابوں سے
یُوں لگتا ہے
کہ تُجھے کسی
طوفاں نے
پالا ہے

بقائے تشخص

حقیقت کا عرفان
کافی نہیں عاصؔر
بقائے تشخص کے لئے
تصادم
ضروری ہے
خود یقینی
بڑی طاقت ہے مگر
حصولِ منزل کے لئے
جوشِ عمل
ضروری ہے

حصولِ منزل

صرف دعاؤں میں

اُلجھے رہنا ہے

فضول

حصولِ منزل کے لئے

محنت ہے

اصول

اپنے خوابوں کی

حقیقت

گر چاہتے ہو عاصؔر

تو آنکھوں میں

کبھی نیند

نہ آنے

دینا

عظمت

کبھی نہ گرنے میں نہیں
وہ انسان،
کی عظمت
جو، گر کر
ہر بار
سنبھل
جانے میں ہے
جو کرے گا
وہ کھائے گا
یہ اصول
کارفرما
زمانے میں ہے
رزق کی

تلاش میں
عاصر آؤ
نکلیں
جو مزہ
روٹی کھلانے
میں ہے
کھانے میں نہیں

تقسیم

عقل و عشق
جسم و رُوح
دوزخ و جنت
انسان
بٹ گیا ہے
اِن
افکار میں
ادنیٰ و اعلیٰ
کافر و مومن
مشرق و مغرب
انساں
بس رہا ہے
اِن
دیار میں

ٹکراؤ

زندگی عمل ہے
مسلسل ٹکراؤ کا
مسترد کرنے
اور چناؤ کا
عاصرؔ آگے بڑھنے کو
کہتے ہیں زندگی
موت نام ہے
اس ٹھہراؤ کا

بصارت سے

زندگی مشروط ہے

تصادم سے

فکر سے

عمل سے

حرارت سے

جوش اور

جذبہ

اپنی جگہ

عاصؔر

زندگی کر و تم

بصارت سے

جب تُم سا بڑا ہو جاؤں گا

جب تُم سا بڑا ہو جاؤں گا
تُم جیسا میں
ہو جاؤں گا
مُجھے کھیلنے دو مُجھے کودنے دو
مُجھے چُھونے دو
مُجھے سیکھنے دو
کب بَچپن لوٹ کے
آتا ہے
کب وقت سہانا
لوٹتا ہے
میں غلطیاں کر کے
سیکھوں گا
میں سختیاں جھیل کے

نکھروں گا

مُجھے فیصلے

اپنے کرنے دو

میری ذات پہ بھی

اعتبار کرو

میں جیسا بھی ہوں

مُجھے پیار کرو

میں ہمیشہ

اُلجھ کے

سلجھوں گا

میں ہمیشہ

ڈوب کے

اُبھروں گا

ہر بات کی

کیوں؟

تائید کروں

میں اندھی

کیوں؟

تقلید کروں
مُجھے اپنی رائے کا
حق بھی دو
مُجھے اچھا
بُرا بھی
سوچنے دو
مُجھے نظم وضبط
پسند نہیں
میری فطرت میں
الجھاؤ ہے
میری آنکھیں
خواب دیکھتی ہیں
میری ٹانگیں
بھاگنا جانتی ہیں
میں اُونچا اُڑنا
چاہتا ہوں
میں گر کر
اٹھنا چاہتا ہوں

خطروں سے مُجھے
کھیلنے دو
یُوں حوصلے میرے
بڑھنے دو
ہجوم کے ساتھ
میں کیوں چلوں
جو لوگ کہیں
میں کیوں کہوں
میں اپنی آنکھ سے
دیکھتا ہوں
میں اپنے کان سے
سُنتا ہوں
سب خواب تمہارے
میرے ہیں
سب رنگ تمہارے
میرے ہیں
کچھ بن کے
میں دکھاؤں گا

کچھ کر کے
میں دِکھاؤں گا
میں مان تمہارا
رکھوں گا
میں چاند ستارے
توڑوں گا
میں اپنے ڈھنگ
سے جیوں گا
جب تم سا بڑا ہو جاؤں گا
میرے بزرگو!
مُجھ کو کھیلنے دو
مُجھے بھاگنے دو
مُجھے دوڑنے دو
شکوں سے مُجھ کو
نفرت سے
اضطراب سے مُجھ کو
محبت ہے
میں ہر دم

چلنا چاہتا ہوں

میں آگے بڑھنا

چاہتا ہوں

میرے آگے ہیں

فرعون بہت

میرے آس پاس

نمرود بہت

میں اپنے دَور کا

موسیٰ ہوں

میں اپنے وقت کا

عیسیٰ ہوں

مُجھے قلزم

پار کرنا ہے

مُجھے کلور راہ

پر چلنا ہے

میرے بزرگو!

مُجھے پیار کرو

مُجھے دعاؤں کی

سوغات دو

جو پڑھتا ہوں

میں سمجھتا ہوں

جو سمجھتا ہوں

میں جانتا ہوں

اظہار نہیں

کر سکتا میں

بیان نہیں

کر سکتا میں

اظہار بھی کرنا

سیکھوں گا

جب تُم سا

بڑا ہو جاؤں گا

کب کھیلنے سے

ہم روکتے ہیں

کب بھاگنے سے

ہم ٹوکتے ہیں

تُجھے چوٹ کہیں

نہ لگ جائے

تو گر پڑے نہ ڈرتے ہیں

یہ خوف شاید

خود ساختہ ہے

جو کہتے ہیں

بے ساختہ ہے

تُجھے عمر ہماری

لگ جائے

تُو جو چاہے

تُجھے مل جائے

سب خواب ہمارے

تیرے ہیں

سب رنگ ہمارے

تیرے ہیں

تُجھے دیکھ کے

ہم تو زندہ ہیں

تیری ذات میں

ہم تابندہ ہیں

ہمیں گھٹنا ہے
تجھے بڑھنا ہے
یُوں زندگی کو
آگے چلنا ہے
جو کہا ہے کر کے
دکھاؤں گا
جو سُوچا ہے بن کے
دکھاؤں گا
میری پسند ضبط اور
اتحاد نہیں
میری فطرت میں
اُلجھاؤ ہے
جب تُم سا بڑا
ہو جاؤں گا
تم جیسا میں
ہو جاؤں گا۔

ارتقاء

مُجھے یقیں ہے

کائنات ارتقاء ہے

مُجھے یقیں ہے

ارتقاء میں بقاء ہے

مُجھے یقیں ہے

انساں میں حیات

خود سے آگاہ

سب سے جُدا ہے

مُجھے یقیں ہے

زندگی کا سفر یہ!

لاانتہا اور بامُدعا ہے

مُجھے یقیں ہے

تخلیقی ارتقاء پہ

مُجھے یقیں ہے

بامقصد بقاء پہ

تسلّط

اندھیروں کا تسلّط
میں مانتا نہیں
بے بسی کا فلسفہ
میں جانتا نہیں
میں راہِ کلوری پہ
ثابت قدم رہوں
اس کے سوا کچھ میں
مانگتا نہیں
سب کشتیاں جلا کے
مقابل کھڑا ہوں
واپسی کا راستہ
میں جانتا نہیں
وراثت میں مُجھ کو
صلیب ملی ہے
سُولیوں کے خوف سے
میں بھاگتا نہیں۔

زندگی کے رنگ

زندگی میں سب
رنگ تیرے ہیں
مُشکلوں میں سُکھ
سنگ تیرے ہیں
تُجھ سے منسوب ہے
ہر خواب میرا
میری پرواز کے
ڈھنگ تیرے ہیں۔

میرا خون

زندگی بن کے
دوڑتا ہے
میرے جسم میں جو
وہ خون
بہہ کے
کلوری سے
آیا ہے۔

ہم مر نہیں سکتے

دو بار ایک دریا میں
ہم اُتر
نہیں سکتے
بدل رہی ہے ہر چیز
ہم ٹھہر
نہیں سکتے
ٹھہرنا ہے موت تو
چلنا ہے زندگی
کچھ کر کے مریں تو
ہم مر
نہیں سکتے
دعاؤں پہ بھروسہ
زیادہ نہیں اچھا

کچھ کرنا جو چاہیں تو
ہم کر
نہیں سکتے
اپنے خوابوں کی حقیقت
گر چاہتے ہو عاصؔر
بیکار چاہتوں میں
ہم پڑ
نہیں سکتے۔

رات کی تعلیم دیتے ہیں

سحر کا نام لے کر
رات کی
تعلیم دیتے ہیں
کچھ اہلِ نظر
ظلمات کی
تعلیم دیتے ہیں
خدا کا نام لے کر
تعصّبات کی
تعلیم دیتے ہیں
کچھ لوگ زندگی کے
ثبات کی
تعلیم دیتے ہیں
بیزار نظر آتے ہیں
تہذیب و تمدن سے

دَشت وصحرا کی
نفسیات کی
تعلیم دیتے ہیں
عقل وخرد سے
سورج کو پکڑنے کی بجائے
کشف ووجدان کی
جذبات کی
تعلیم دیتے ہیں
اَباء کی طرح علم وہنر کے
جوہر دکھانے کی بجائے
آیاتِ خداوندی کی
تاویلات کی
تعلیم دیتے ہیں
یقیں کامل ہی اصل
طاقت ہے مگر
یقیں والے ہی
خدشات کی
تعلیم دیتے ہیں۔

کوششِ ناتمام

آزادی اور زندگی
اُن کا حاصل ہے
ہر لحظہ جو خود سے
لڑتے ہیں
منزلِ مقصود
اُن کا مقدر ہے
کوششِ ناتمام جو
کرتے ہیں
زندگی آگے بڑھتی ہے
اُن کی وجہ سے
خودساختہ راہ پہ جو
چلتے ہیں
چُھو لیتے ہیں وہ اکثر

آسماں کو

تیز ہواؤں کے سنگ جو

اُڑتے ہیں

حیاتِ جاوداں پہ

حق اُن کا

اپنی کوششوں پہ یقیں جو

کرتے ہیں۔

خیالات

خیالات ارتقاء
پذیر ہوتے ہیں
تخریب و تعمیر کے
سفیر ہوتے ہیں
تاریخ ارتقاء سے
عبارت ہے
شکست وریخت سے
حرارت ہے

آگے بڑھنا ہوگا

اگر ہر زخم اپنا ہم

یاد رکھیں

تو یہ دُنیا

ایک ماتم کدہ بنے

زندگی جُوں کی تُوں

یہاں رُک جائے گی

بات بنتے بنتے

بگڑ جائے گی

موت زندگی پہ

غالب آ جائے گی

اپنے ہونے پہ

زندگی پچھتائے گی

ہر گام ہر زخم

ہمیں بھولنا ہوگا

یونہی زندگی کو

آگے بڑھنا ہوگا

جی کر دیکھیں

سمجھ سکتے نہیں جب
خدا کو عاصؔر

آؤ
خدا کو جی کر دیکھیں
حق کی مالا
پڑھنی ہے تو
زہر پیالہ پی کر دیکھیں۔

پیار مذہب ہے

پیار مذہب ہے
اپنا لیکن
ظالم کے ہم
دُشمن ہیں
اے سرکش لمحو
پہچانو ہمیں
ہم ہی آج کے
ارجن ہیں۔

منافقت

جھوٹ بول کے ہم
فرار حاصل کرتے ہیں
کھوکھلے نعروں سے
قرار حاصل کرتے ہیں
ہم دِل بہلا کے
عہد رفتہ سے
راہ بے عملی کی
ہموار حاصل کرتے ہیں
زندگی کے موجودہ
تقاضوں کو بُھلا کر
ماضی سے زندگی کے
معیار حاصل کرتے ہیں
ارتقاء کا دعویٰ
وہ لوگ ہیں کرتے

مُردوں سے جو اپنی
اقدار حاصل کرتے ہیں
گفتار و کردار کے
تضاد میں ہم اُلجھے
نبیوں کے صحیفوں سے
افکار حاصل کرتے ہیں
آسمانی کتابوں کے
حوالے دے کر
محفلِ یاراں میں
وقار حاصل کرتے ہیں
ہر بات میں ہم
اللہ کی قسم کھا کر
اپنی بے گناہی کا
اعتبار حاصل کرتے ہیں
لے ڈوبے گا عاصؔر
یہ رویہ ہمیں اپنا
باتوں سے ہم اکثر
لذتِ پیکار حاصل کرتے ہیں۔

سنگھار

زندگی تغیر سے
سنگھار کرتی ہے
ہر چیز میں اپنا
اظہار کرتی ہے
بدلتی، بڑھتی اور
چلتی ہے ہر لحظہ
نئی منزلوں سے
ہمکنار کرتی ہے
ہماری آنکھوں کو
نئے خواب دے کر
راہ انقلاب کی
ہموار کرتی ہے
زندگی آگے بڑھتی

ہے ہر لحظہ
کون کہتا ہے
تکرار کرتی ہے
زندگی عمل ہے
تخلیق کا عاصر
زندگی مفاہمت سے
انکار کرتی ہے۔

شک و یقیں

شک سوال
اُٹھاتا ہے
یقیں سوال
دباتا ہے
شک اضطراب
بڑھاتا ہے
یقیں آداب
سِکھاتا ہے
شک جستجو
بڑھاتا ہے
یقیں آرزو
دباتا ہے.
شک ارتقاء
کرتا ہے
یقیں اکتفا
کرتا ہے۔

فلسفۂ صلیب

کوششِ ناتمام کی
علامت ہے صلیب
حیاتِ جاوداں کی
ضمانت ہے صلیب
جیت نہیں سکتا
باطل کبھی حق سے
فتح ونصرت کی
بشارت ہے صلیب
بے تیغ لڑا وہ
ہر میداں میں!
صلح وامن کی
دعوت ہے صلیب
پوری قوم کے خلاف
اِک شخص کھڑا تھا

عزم وہمت کی
دلالت ہے صلیب
نقش کہن مٹانے
سر بکف رہا وہ
تغیر وتبدل کی
امامت ہے صلیب
موقف کی صداقت کا
وہ واحد پیغمبر
خوف وخطر سے
بغاوت ہے صلیب
وہ کامل یقیں کا
بے مثل مفکر
ایماں ویقیں کی
تلاوت ہے صلیب
ناممکن نہیں عاصؔر
انساں کے لئے کچھ بھی
فکر وعمل کی
حرارت ہے صلیب۔

ذرّے کو آفتاب کریں

نفرتوں کی کتابیں سپردِ آب کریں
محبتوں کا مرتب نیا نصاب کریں
شبِ سیاہ کی مذمت نہیں ہے کام عاصؔ
مزہ تو جب ہے کہ ذرّے کو آفتاب کریں

تقاضا کریں اور

عاصرِ آؤ خود سے
تقاضا کریں اور
توقع کریں اور
وعدہ کریں اور
اب تلک جو کیا ہے
کافی نہیں ہے
بہتر کچھ کرنے کا
ارادہ کریں اور
ٹمٹماتے چراغوں کو
خوں اپنا پلا کے
اِن تیرہ شبوں میں
اُجالا کریں اور
جن راہوں پہ

چلنے سے

گریزاں رہے ہیں

اُن راہوں پر چلنے کا

بہانہ کریں اور

خود یقینی وسائل کی

محتاج نہیں تو

عاصرؔ آؤ خود پہ

بھروسہ کریں اور

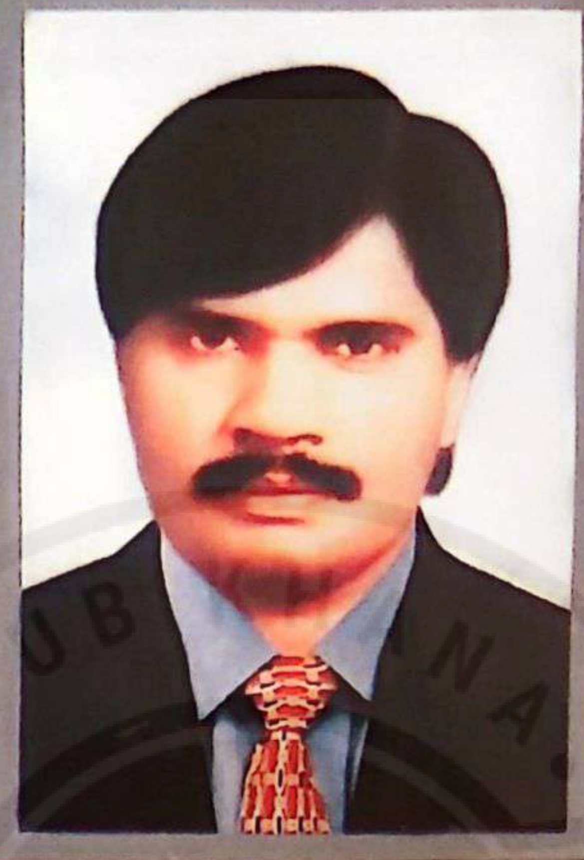
زندگانی پہ کوئی حق ہوتا
ہم جو دن رات مُشقت کرتے

مُفت ملتی جو تیری دُنیا بھی
خالی جھولی پہ قناعت کرتے

پیار ہوتا جو خدا سے ہم کو
ہم بھی انساں سے محبت کرتے

خواب نہ ہوتا تو مر جاتے ہم
عمر بھر یونہی مسافت کرتے

دیکھتے خواب جو کوئی عاصرؔ
زندگانی کی جسارت کرتے



عزیز عاصر روحانیت اور فلسفے کے آدمی ہیں۔ مگر ان کی روحانیت روایتی نہیں اور فلسفہ تو روایتی ہوتا ہی نہیں۔ سائنس اور فلسفہ بدلتے رہتے ہیں اور اپنے اردگرد کو بھی بدلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

عزیز عاصر کی شاعری بھی بدلتے رہنے کی داستان ہے۔ عزیز عاصر نیک اور پارسا دنیا میں خطا کو تخلیقی قوت سمجھتے ہیں___اور بنے بنائے ہوئے راستوں پر چلنے کی بجائے اپنے قدموں کے نشان سے اپنا راستہ تراشتے ہیں۔

خطاؤں کی جسارت ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو معاشرے کی گلی سڑی اور جامد نیکیوں کا انکار کرتے ہوئے خطاؤں کی جسارت کرتا ہے۔ خطائیں جو بوڑھی نیکیوں کے مقابلے میں نئی اور تخلیقی ہوتی ہیں۔

نذیر قیصر

فکشن ہاؤس

18-مزنگ روڈ لاہور

E-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

Ph:042-7249218, 7237430